اسلامی حقوق بشر کی سیریز (۴)

اسلام میں انفرادی سیکورٹی

تالیف
ڈاکٹر عباس خواجہ پیری

ترجمہ
سید گلشن نقوی

بسم الله الرحمن الرحیم

مشخصات

کتاب کا نام	اسلام میں انفرادی سیکورٹی
تحریر	ڈاکٹر عباس خواجہ پیری
ترجمہ	سید گلشن عباس نقوی
نظر ثانی	سید حسین اختر رضوی اعظمی
کمپوزنگ	الغدیر فاؤنڈیشن ہندوستان
ناشر	ادارۂ تحریک ترجمہ
تعداد	دو ہزار
تاریخ اشاعت	
شابک	

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

خیابان سمیہ بین شہید مفتح و شہید موسوی پلاک ۱۷۳

تہران، ایران فون ۸۸۸۳۱۴۱۰

www.trans-move.com

فہرست

گفتار مؤلف.. ۹
مقدمہ ۱۲
انسان کی زندگی میں سیکورٹی کی اہمیت ۱۷
سیکورٹی کی قسمیں............................ ۲۷
انفرادی سیکورٹی کے معنی........................ ۳۶
سیکورٹی کا قلمرو ۴۳
الف - عقائد و نظریات کی سیکورٹی: ۴۶
ب - اظہار رائے کی سیکورٹی: ۵۰
ج - عزت و آبرو کی سیکورٹی: ۵۳
د - نجی زندگی کی سیکورٹی: ۵۴
ھ - ملکیت کی سیکورٹی: ۵۷
انفرادی سیکورٹی کی فراہمی میں دین کا کردار ۶۲
اسلام اور انفرادی سیکورٹی............................ ۷۸

سیکورٹی اور ترقی و پیشرفت........................ ۸۷
معنوی سیکورٹی کی فراہمی کے ذرائع ۹۴
ا۔اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا: ۹۴
۲۔اللہ تعالی پر ایمان:..........................۹۵
۳۔توحید اور خدائے واحد کی عبادت: ۹۷
۴۔قیامت پر ایمان:............................۹۸
۵۔نیک اعمال کی انجام دہی:.................... ۹۹
۶۔ تقوی اور پرہیزگاری:........................ ۱۰۰
۷۔اللہ تعالی کی اطاعت:....................... ۱۰۱
۸۔اللہ تعالی کو دوست رکھنا:................... ۱۰۲
۹۔خلوص پر مبنی انفاق:........................ ۱۰۲
انفرادی سیکورٹی کو لاحق خطرات ۱۰۴
الف۔جسمانی خطرات: ۱۰۵
ب۔اقتصادی خطرات: ۱۰۵
ج۔شہری حقوق کو لاحق خطرات: ۱۰۶

د۔افراد کی آبرو اور حیثیت کو لاحق خطرات: ۱۰۶
انفرادی سیکورٹی کے دفاع کے طریقہ ہائے کار....... ۱۱۶
ا۔ دینداری کی تقویت: ۱۱۸
۲۔ اخلاقی بنیادوں کی تقویت: ۱۱۹
۳۔ فرض شناسی کی تقویت:.................... ۱۲۲
۴ ۔ انسانی تعلقات کی اصلاح اور ان کی تقویت: . ۱۲۴
۵۔اسلامی قوانین پر صحیح عملدرآمد کی نگرانی: ۱۲۸
۶۔ جائز شہری آزادیوں کا خیال رکھنا: ۱۳۰
۷۔ تعلیم و تربیت: ۱۳۱
۸۔ عدم تحفظ کے احساس کا خاتمہ: ۱۳۲
۹۔ بدامنی کے اسباب کا قلع قمع کرنا: ۱۳۴
۱۰۔حدود الٰہیہ کا نفاذ: ۱۳۶
۱۱۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر: ۱۴۳
۱۲۔ عدالتی نظام کی تقویت: ۱۴۵
۱۳۔ ذرائع ابلاغ اور اشاعت و نشریات کی نگرانی: ۱۴۹

۱۴۔ جہاد: ۱۵۲
انفرادی سیکورٹی اور اجتماعی سیکورٹی کے حدود ۱۵۸
انفرادی سیکورٹی کی فراہمی کے سلسلے میں حکومت کے
فرائض ۱۶۳

گفتار مؤلف

ماسکو میں اسلامی جمہوریہ ایران کے ثقافتی اتاشی کی دعوت پر بعثت فاؤنڈیشن کے محترم حکام کے ساتھ روس کا سفر کرنے، اس سرزمین میں ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کی راہوں کا قریب سے جائزہ لینے اور موجود وسائل کی بنیاد پر لازم و ضروری قابل عمل پروگرام تدوین کرنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی۔

اس سفر کے دوران روس اور تاتارستان کی مختلف دینی اور ثقافتی شخصیات کے ساتھ اہم اور مفید ملاقاتیں انجام پائیں، خاص طور پر ان دو ملکوں کے دینی امور کے اداروں کے حکام سے جو ملاقاتیں ہوئیں، ان میں ہم نے دیکھا کہ وہ اسلامی کتب اور متون حتی اسلامی اخلاق و معارف کے موضوع پر درسی کتب میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں اور ان کی فراہمی کے خواہاں ہیں۔

ان حکام کی جانب سے شدید دلچسپی کے اظہار اور رشین فیڈریشن خصوصاً شمالی قفقاز اور ولگا ساحل کی جمہوریاؤں میں مسلمانوں کی تقریباً دو کروڑ آبادی اور سابق سوویت یونین کی

جمہوریاؤں میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد (کہ جو روسی زبان جانتی ہے)، اور اسی طرح ان ملکوں کے لوگوں کی پبلک ٹرانسپورٹ میں مطالعہ کی بہت ہی اچھی عادت کی وجہ سے ادارہ تحریک ترجمہ نے (کہ جس نے تقریباً ایک سال سے اسلامی معارف و تعلیمات سے متعلق کتابوں کے ترجمہ اور انٹرنیٹ پر ان کی اشاعت کا کام شروع کیا ہے) روسی زبان جاننے والے لوگوں کو اپنا اصلی مخاطب قرار دیا ہے اور وہ اس سلسلے میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔

بندہ حقیر نے بھی اسلامی حقوق بشر کے میدان میں اپنے دس سال سے زائد عرصے کے مطالعے کی بنیاد پر "اسلامی انسانی حقوق بشر کی سیریز" کے نام سے نسبتاً سلیس، عام فہم اور مختصر کتابیں تحریر کرنے اور انہیں روسی زبان میں ترجمہ اور شائع کرکے روسی زبان جاننے والے افراد کو اسلامی حقوق بشر کے اعلیٰ اصولوں سے روشناس کرانے کا فیصلہ کیا۔ اب تک اس سیریز کی تین کتابیں مبانی حقوق بشر در اسلام، حق حیات در اسلام اور اسلام و حق حریم

خصوصی کے ناموں سے فارسی میں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے بعض کا روسی زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور عنقریب شائع ہو جائیں گی۔ زیر نظر کتاب اس سیریز کی چوتھی جلد ہے۔ فارسی میں شائع ہونے کے ساتھ ہی روسی زبان میں اس کا ترجمہ شائع ہو جائے گا۔

میں یہ توفیق حاصل ہونے پر خداوند متعال کا شکر گزار ہوں اور بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ یہ کام مسلسل جاری رہے۔

ڈاکٹر عباس خواجہ پیری
خرداد ماہ ۱۳۹۲ ہجری شمسی
تہران اسلامی جمہوریہ ایران

مقدمہ

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[1]

انسانی حقوق کا موضوع فطری ہونے کی وجہ سے اس وقت سے زیر بحث رہا ہے جب سے انسان نے اس دنیا میں قدم رکھا ہے۔ جب سے انسان کرۂ ارض پر قیام پذیر ہے تب سے انسانی حقوق کے موضوع نے جنم لیا۔ اس کے بعد بنی نوع انسان اور انسانی معاشروں میں جیسے جیسے اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے اس موضوع میں وسعت آتی رہی اور انسانی حقوق کا موضوع ہمیشہ حریت پسندی کی تحریکوں کا سرچشمہ قرار پایا اور انسان کی ابدی آرزو کے طور پر ہمیشہ باقی رہا۔

۱۔ سورۂ حجرات آیت نمبر ۱۳

مؤرخین کو تحقیقات کے دوران ایسی دستاویزات ملی ہیں جو دو ہزار سال قبل مسیح سے بھی زیادہ پرانی ہیں اور ان میں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کی تاکید کی گئی ہے۔

سنہ ۶۱۰ عیسوی میں دین اسلام کا ظہور بھی تاریخ انسانیت کا ایک سنہری ترین اور ہمیشہ باقی رہنے والا باب ہے جو اپنی تعلیمات خصوصا انسانی حقوق سے متعلق تعلیمات کے باعث بہت ہی کم عرصے میں دنیا کے ایک بہت بڑے حصے میں ظلم و ستم کے شکار لوگوں میں مقبول ہوا اور بہت سے لوگ اس پر ایمان لے آئے۔

مشہور مفکر اور محقق ابو الاعلی مودودی کے بقول یورپ والوں کی عادت سی بن چکی ہے کہ وہ ہر اچھی بات کو اپنے آپ سے منسوب کر لیتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انسانیت نے جس نعمت تک بھی رسائی حاصل کی ہے اس کا سرچشمہ وہی ہیں۔ برطانیہ کا منشور میگنا کارٹا (Magna Carta) انسانی حقوق کی پہلی یورپی دستاویز کے طور پر سنہ ۱۲۱۵ عیسوی میں اس وقت کے بادشاہ جان کے توسط سے جاری کیا گیا حالانکہ یہ دستاویز ظہور اسلام کے چھ سو

سال سے زیادہ عرصے کے بعد جاری کی گئی۔ یہ دستاویز اور اس کے بعد کی دستاویزات انسانی حقوق کے قافلے سے یورپ کے پیچھے رہ جانے، انسانی قدر و منزلت پر ان کی عدم توجہی اور کئی صدیوں تک انسانیت پر روا رکھے جانے والے مظالم کا ان کی جانب سے دیر سے مقابلہ کیے جانے کی ایک مضبوط دلیل شمار ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں انسانی حقوق کے موضوع کے مطالعے سے واضح ہو جاتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے انسانی حقوق کا جو نظام پیش کیا ہے وہ انسانی حقوق کے اس نظام سے زیادہ جامع اور کامل ہے جس کا دعوی یورپ کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اور اس کی مادی و معنوی خصوصیات سے متعلق یورپ اور اسلام کے لیگل سسٹمز میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔

اسلامی شریعت میں فضیلت کے معیاروں، انسان کی معنویت اور انسانیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے جب کہ انسان سے متعلق یورپ کا زاویۂ نگاہ معنوی اور اخلاقی امور پر مبنی نہیں ہے۔

دوسری جانب اخلاق اور مذہب چونکہ انسانی حقوق پر عملدرآمد کی بہترین ضمانت ثابت ہوسکتے ہیں اس لئے ہر معاشرے میں اخلاقی اور مذہبی اقدار کی تقویت انسانی حقوق کی حمایت کا دائرہ وسیع ہونے کا سبب بنتی ہے جب کہ اخلاقی انحطاط اور مذہبی اقدار سے بے اعتنائی انسانی حقوق پر بلاواسطہ طور پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے نتیجتاً انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ بنابریں اگر کسی معاشرے میں لازم الاجراء قوانین کے لئے عظیم معنوی اور اعتقادی پشت پناہی موجود نہ ہو تو مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق اداروں کی جانب سے اور موجودہ بین الاقوامی دستاویزات میں مذہب اور دینی عقائد کی جانب توجہ نہ دیئے جانے کی وجہ سے عصر حاضر میں انسانی حقوق کی حمایت کے سلسلے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں دنیا کے ہر خطے میں روزانہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے افسوسناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

مقالات کے اس سلسلے میں ہم خالص اسلامی تعلیمات کو بطور اجمال پیش کرکے یورپ والوں کے بلند بانگ لیکن کھوکھلے دعوؤں کے مقابلے میں اسلام کی عظیم شریعت کی حقانیت بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ سب لوگ جان لیں کہ انسانیت کس حد تک اسلام اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی مرہون منّت ہے۔

من اللہ التوفیق

انسان کی زندگی میں سیکورٹی کی اہمیت

حیات اور زندگی کے حق سے ہمکنار انسان کی بنیادی ترین اور اہم ترین انسانی ضرورت سیکورٹی کے حق سے بہرہ مند ہونا ہے۔

سیکورٹی کی ضرورت روٹی ، کپڑے اور مکان جیسی انسان کی بنیادی ضروریات زندگی سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ہر فرد، معاشرے اور حکومت کو سیکورٹی کی ضرورت کی فکر رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افراد اور معاشرے سیکورٹی اور امن وامان کی صورت میں ہی آسائش حاصل کر سکتے ہیں، اپنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کر سکتے ہیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی بالیدگی اور ترقی وپیشرفت کے راستے پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

انسان کی ایک فطری اور طبیعی ضرورت کے طور پر سیکورٹی کے حق کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کرۂ ارض پر انسان کی موجودگی کی تاریخ۔ انسانی زندگی کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہے اور اس کرۂ ارض پر زندگی کا آغاز کیا ہے تب سے اس نے شدت کے

ساتھ سیکورٹی کی ضرورت کا احساس اور ادراک کیا ہے۔ اس نے امن کے حصول اور اس کے تحفظ کے لئے پناہ گاہ کی تلاش کا آغاز کر دیا۔ انسان نے اپنی پوری تاریخ کے کسی بھی دور میں اس فطری اور بنیادی ضرورت کے سلسلے میں غفلت سے کام نہیں لیا۔ اس کے لئے بعض اوقات اس نے بھاری قیمت چکائی اور بہت سی مشکلات بھی برداشت کیں حتی بعض اوقات اس نے اپنی انفرادی اور اجتماعی سلامتی کے دفاع کے لئے اپنی زندگی کی بازی لگا دی اور اپنے اس حق اور بنیادی ضرورت کے تحفظ کے لئے زندگی کا اپنا اہم ترین سرمایہ بھی قربان کر دیا۔ اس بات کی جانب توجہ رہنی چاہئے کہ انسانی ضروریات کی درجہ بندی کی جائے تو سیکورٹی کے حق کا نمبر آزادی کے حق سے بھی پہلے آتا ہے۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر کسی انسان کو سیکورٹی کے حق اور آزادی کے حق میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو وہ سیکورٹی کے حق کا انتخاب کرتا ہے اور اپنی آزادی کے حق کو اپنی سلامتی پر قربان کر

دیتا ہے تاکہ اپنی جان دوسروں کے حملوں سے بچاسکے۔[1] مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جب انسان کی سیکورٹی کے حق اور اس کے دوسرے حقوق کے درمیان ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے تو وہ عموما اپنی انفرادی سلامتی حتی اجتماعی سلامتی کو ترجیح دیتا ہے اور یہ امر بجائے خود سیکورٹی کی اہمیت کی عکاسی کرتا ہے۔

انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ قدیم زمانے میں انسان اپنی جان بچانے کے لئےغار میں پناہ لیتا تھا۔ وہ اپنی جان کو حیوانات اور دوسرے انسانوں سے محفوظ رکھنے کے لئے غاروں میں رہائش اختیار کرتا تھا۔

قدیم زمانے کے انسان کی جانب سے سادہ اور معمولی چیزوں کے ذریعے ہتھیار بنانے اور پھر انسانی تاریخ میں جدید ترین اور مضبوط ترین ٹیکنالوجی اور کارگر ہتھیاروں تک رسائی کی کوشش کی وجہ بھی یہی ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے تحفظ اور سلامتی کی ضرورت محسوس کرتا رہا ہے۔

---

[1] آزادی ھای عمومی و حقوق بشر ـ طباطبائی صفحہ ۶۳

اجتماعی اور قبائلی زندگی گزارنے پر مبنی انسان کی کوشش، دوسروں کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کے اصول کے تحت زندگی بسر کرنے کی تگ و دو حتی دوسری اقوام اور قبائل کے ساتھ عہد و پیمان بھی درحقیقت ایسے راہ ہائے حل ہیں جو انسان نے اپنے لئے سیکورٹی کے حصول، اس کے تحفظ اور ایک دوسرے کو گزند نہ پہنچانے کے سلسلے میں اختیار کئے ہیں۔

بلاشبہ حکومت قائم کرنے نیز مقنّنہ اور عدلیہ جیسے قومی اداروں کی تشکیل کے سلسلے میں انسانوں کا ایک اہم محرک اور وجہ ضروری قوانین کی منظوری نیز قانون توڑنے والوں اور انفرادی یا اجتماعی سیکورٹی کے لئے خطرہ بننے والوں کے خلاف عدالتی کارروائی کے ذریعے معاشرے کے تمام افراد کو سیکورٹی فراہم کئے جانے سے عبارت ہے۔ نفسیاتی اور روحانی اعتبار سے بھی دیکھیں تو انسان پروردگار عالم اور خالق کائنات کی عبادت اور اس کے ساتھ معنوی رابطہ برقرار کرنے کے ذریعے معنوی پناہ گاہ اور نفسیاتی اور روحانی سکون کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

سیاسی نظریات کی تاریخ کے اجمالی جائزے اور انسانی تاریخ کے مطالعے سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ارسطو، افلاطون اور دوسرے قدیم دانشمندوں اور فلاسفہ سے لے کر سیاسیات اور قانون و حقوق کے ماہرین تک تمام دانشور سیکورٹی اور سلامتی کو اس کے عام مفہوم کے ساتھ اپنی توجہ کا مرکز بناتے رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اس اہم عنصر کو موضوع بحث بنایا ہے۔

نفسیات اور دماغی امراض کے ماہرین کا کہنا ہے کہ "خوف" اور "تشویش" خود بیماری ہونے کے علاوہ انسان کی متعدد جسمانی اور روحانی بیماریوں کی جڑ بھی ہے۔ دوسری جانب انسان اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ انفرادی سلامتی کے فقدان کا نتیجہ معاشرے میں خوف، گھبراہٹ اور تشویش کی حکمرانی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ اس

عظیم نعمت کے فقدان کی صورت میں افراد مختلف بیماریوں میں مبتلاء ہوجاتے ہیں اور ان کے اجتماعی تعلقات میں بگاڑ پیدا

ہو جاتا ہے۔ سائیکو تھراپی (Psychotherapy)، کرداری معالجہ (Behaviortherapy) نفسی طبیعیات (Psychoanalysis) اور سائیکالوجی (psychology) کے کلینکوں میں نفسیاتی اور روحانی بیماروں کی موجودگی سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ معاشرے میں جیسی سیکورٹی ہونی چاہیے تھی ویسی سیکورٹی فراہم نہیں ہے۔

اسلام نے سیکورٹی کو پروردگار کی ایک عظیم نعمت سے تعبیر کیا ہے۔ دینی پیشواؤں کے کلام میں اسے جنّت کی نعمت قرار دیا گیا ہے[۱]۔

سیکورٹی جیسے پیچیدہ موضوع کے بارے میں اسلام کا زاویۂ نگاہ اس حد تک ترقی یافتہ اور عصری ضروریات اور حالات کے مطابق ہے کہ اس میں انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی الغرض ہر طرح کی سیکورٹی کے لئے مفید اور مضبوط احکام اور قوانین وضع کئے گئے ہیں۔

۱۔ مجمع البیان۔ جلد ۹ صفحہ ۱۳۷

اسلام کے فقہی احکام میں انفرادی اور اجتماعی سلامتی کے لئے خطرہ بننے والوں کے لئے، کہ جن کو "محارب" کے طور پر پہچانا جاتا ہے اور جو لوگوں کے دلوں میں خوف اور تشویش پیدا کرتے ہیں، سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیکورٹی کی اہمیت کے بارے میں فرمایا ہے:

"دو نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا گیا ہے۔ ان کے سلسلے میں ناشکری سے کام لیا گیا ہے ایک سلامتی اور دوسری صحت و تندرستی[1]۔ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس سلسلے میں فرمایا ہے کہ کوئی نعمت بھی سلامتی سے زیادہ لذیذ اور خوش ذائقہ نہیں ہے[2]۔

اسلامی تعلیمات میں انسان کے لئے آئیڈیل اور پسندیدہ زندگی کو "حیات طیّبہ" کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور اس زندگی کی ایک خصوصیت سلامتی اور سیکورٹی جیسی لاثانی نعمت سے بہرہ مند ہونے کو قرار دیا گیا ہے۔

---

[1]۔ نہج الفصاحہ ۔حدیث ۱۱۶۳

[2]۔ غرر الحکم الامن پریس حدیث ۱

واضح سی بات ہے کہ انسان کو اس عظیم نعمت الٰہیہ کی اہمیت کا ادراک اور احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ خوف اور تشویش میں مبتلاء اور عدم تحفظ کے احساس سے دوچار ہوتا ہے۔ دینی پیشواؤں کے فرامین میں سیکورٹی کو " نعمت مجہول" سے تعبیر کیا گیا ہے: " دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی قدر پہچانی نہیں گئی اور جن کے بارے میں غفلت برتی گئی ہے ایک تندرستی اور دوسری سلامتی[1] "۔

قرآن کریم نے سیکورٹی اور امن کا تذکرہ بھوک کے خاتمے اور انسان کی زندگی کی بقاء کی نعمت کے تذکرے کے ساتھ کیا ہے:

﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِنْ خَوْفٍ﴾[2]۔

"لہذا انہیں چاہئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں سیر کیا ہے اور خوف سے محفوظ بنایا ہے"۔

---

[1]۔ نہج الفصاحہ

[2]۔ قرآن کریم ــ سورۂ قریش آیات ۴،۳

قرآن کریم میں سیکورٹی اور سلامتی کو انسان کی ایک بنیادی ضرورت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی آیات میں انسان کی ذاتی کرامت اور اس کی قدر و منزلت کی بہت تاکید کی گئی ہے اور اسی بنیاد پر انسان کی پرائیویسی اور اس کے نجی اور اجتماعی تحفظ کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔

قرآن کریم میں انسان کی قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے اسے زمین میں اللہ تعالی کا جانشین[۱]، مسجود ملائکہ[۲]، اشرف المخلوقات[۳]، تخلیق کی سب سے بڑی علامت[۴]، تمام مخلوقات پر برتری رکھنے والی مخلوق[۵]، اللہ تعالی کی برگزیدہ مخلوق[۶]، اللہ تعالی

---

[۱]۔ قرآن کریم ــ سورہ بقرہ ــ آیت ۳۰
[۲]۔ قرآن کریم ــ سورہ بقرہ ــ آیت ۳۴
[۳]۔ قرآن کریم۔ سورہ مؤمنون ــ آیت ۲۳
[۴]۔ قرآن کریم ــ سورہ فصلت۔ آیت ۵۳
[۵]۔ قرآن کریم۔ سورہ اسراء آیت ۷۰
[۶]۔ قرآن کریم۔ سورہ نحل ــ آیت ۱۲۱

کی عبادت گزار مخلوق[1]، فرض شناس مخلوق[2]، اپنی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق رکھنے والی مخلوق[3] اور ایسی مخلوق قرار دیا گیا ہے جس کے لئے باقی تمام مخلوقات کو خلق کیا گیا ہے اور جسے ان تمام مخلوق سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا گیا ہے[4]۔

انسان کو ان خصوصیات کا حامل بتانے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام انسان کی سیکورٹی کے بارے میں کیا زاویۂ نگاہ رکھتا ہے کیونکہ انسان صرف سیکورٹی اور تحفظ حاصل ہونے کی صورت میں ہی کائنات میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔

انسان کو پروردگار عالم کی عبادت کے لئے خلق کیا گیا ہے۔ البتہ اس بات کی جانب بھی توجہ رہنی چاہئے کہ عدم تحفظ اور سیکورٹی کے فقدان کی صورت میں عبادت سے متعلق انسان کے بعض فرائض ساقط ہو جاتے ہیں مثلاً وضو، روزہ، غسل، حج اور قبلہ کی

---

[1] ۔ قرآن کریم ۔ سورہ ذرایات ۔ آیت ۵۶
[2] ۔ قرآن کریم ۔ سورہ احزاب ۔ آیت ۱۷
[3] ۔ قرآن کریم ۔ سورہ کہف ۔ آیت ۳۹، سورہ انسان ۔ آیت ۳
[4] ۔ قرآن کریم ۔ سورہ جاثیہ ۔ آیت ۱۳

جانب رخ کرنا جب کہ بعض حرام امور اس کے لئے جائز ہو جاتے ہیں مثلا مرے ہوئے جانور کا گوشت کھانا اور دوسرے کے مال میں تصرف کرنا۔

روایات میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ ہمیشہ اللہ تعالی سے سیکورٹی اور امن کی دعا مانگا کرتے تھے[1]۔

سیکورٹی کی قسمیں

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ سیکورٹی انفرادی، اجتماعی حتی بین الاقوامی سطح پر انسان کے انفرادی اور اجتماعی حقوق کے حصول کے پیش خیمہ کے طور پر بہت ضروری ہے۔ سیکورٹی اور تحفظ، حتی عارضی طور پر فقدان کی صورت میں بھی انسانی حقوق اور آزادیوں سے کما حقہ بہرہ مند ہونے کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔

سیکورٹی ایک جانب انسان کے وجودی پہلوؤں کی بنیاد پر جسمانی اور معنوی سیکورٹی میں تقسیم ہوتی ہے تو دوسری جانب اس کے

---

[1]۔ بحار الانوار۔ ج ۸۷۔ صفحہ ۶۵

نفوذ کی بنیاد پر اسے انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی سیکورٹی میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ادیان الٰہیہ کے زاویۂ نگاہ کے پیش نظر انسان کے لئے دو بنیادی سیکورٹیز کا قائل ہوا جاسکتا ہے۔ اس تقسیم کے مطابق سیکورٹی کی دو قسمیں ہیں ایک دنیوی اور دوسری اخروی۔ دنیوی سیکورٹی کا تعلق انسان کی عمومی ضروریات مثلا جان، مال، حیثیت، ساکھ، عقیدے اور اس کے اظہار کے ساتھ ہے جب کہ اخروی سیکورٹی اسلام کے زاویۂ نگاہ سے ایمان لانے والوں اور ہدایت پانے والوں کے ساتھ مختص ہے۔ اس سیکورٹی اور سلامتی سے وہی افراد ہمکنار ہوں گے جن کا اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان ہوگا اور وہ نیک اعمال کی انجام دہی کے ساتھ اس خاص نعمت سے بہرہ مند ہوں گے۔

شریعت اسلامیہ کی جامعیت اس وجہ سے ہے کہ اس نے سیکورٹی کی تمام اقسام یعنی انفرادی، اجتماعی، دنیوی اور اخروی سیکورٹی کو اہمیت دی ہے۔

قرآن کریم نے انسان کے روحانی اطمینان وسکون کو اللہ تعالی پر ایمان اور اس کی یاد کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾[۱]۔

"یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور ان کے دِلوں کو یادِ خدا سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یادِ خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے۔"

اسلام نے انسان کے بدن اور جسم کی سیکورٹی اور اس کے تحفظ کو بھی پیش نظر رکھا ہے اور ان تمام امور سے منع کیا ہے جو انسان کی سلامتی میں خلل ڈالنے کا موجب بن سکتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُوَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[۲]۔

---

[۱]۔ سورۂ رعد نمبر ۲۸

[۲]۔ سورۂ مائدہ آیت ۹۰

''ایمان والو ! شراب، جوا، بت، پانسہ یہ سب گندے شیطانی اعمال ہیں لہٰذا ان سے پرہیز کرو تاکہ کامیابی حاصل کر سکو۔''

واضح سی بات ہے کہ اللہ تعالی کے احکام پر عمل نہ کرنے کی صورت میں معاشرے کے افراد کے درمیان دشمنی پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں جسمانی اور روحانی سلامتی اور سیکورٹی خطرے میں پڑ جاتی ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلاَةِ فَهَلْ أَنتُمْ مُنتَهُونَ﴾ [۱]

''شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے بارے میں تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں یاد خدا اور نماز سے روک دے تو کیا تم واقعتاً رک جاؤ گے۔''

اسلام کے فقہی احکام میں انسان کی جسمانی سلامتی کی اہمیت کو حلال اور حرام اشیائے خورد و نوش سمیت محرّمات کی شکل میں بہت اچھے طریقے سے بیان کیا گیا ہے مثلا مرے ہوئے جانور اور

---

[۱] سورۂ مائدہ آیت ۹۱

سور کا گوشت کھانے اور اس کا خون پینے کو قرآن کریم میں ان الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[1]۔

''اس نے تمہارے اوپر مردار، خون، سور کا گوشت اور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اس کو حرام قرار دیا ہے پھر بھی اگر کوئی مضطرّ ہو جائے اور حرام کا طلب گار اور ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے والا نہ ہو تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔)

شریعت اسلامیہ نے انسانوں کو حلال اور پاکیزہ نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ سلامتی کے فقدان اور بدامنی سے دوچار نہ ہوں۔

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۷۳

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّباً وَلاَ تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾[1]۔

"اے انسانو! زمین میں جو کچھ بھی حلال و طیب ہے اسے استعمال کرو اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔"

قرآن کریم میں انسان کی جان کے تحفظ کے لئے فوجداری سزاؤں کے تعین سے اس بات کی غمازی ہوتی ہے کہ اسلام نے انفرادی سیکورٹی کو اہمیت دی ہے۔ کسی سے زندگی کا حق چھیننے والے کے لئے قصاص کی سزا انسانوں کی انفرادی سیکورٹی کی حفاظت کے لئے اسلام کے فوجداری قوانین کی ایک واضح مثال ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاأُوْلِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[2]۔

"صاحبانِ عقل تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے کہ شاید تم اس طرح متقی بن جاؤ۔"

---

[1]۔ سورۂ بقرہ ۱۶۸
[2]۔ سورہ بقرہ آیت ۱۷۹،

شرعی اور قانونی جواز کے بغیر کسی انسان سے زندگی سلب کیے جانے کی ممانعت، قصاص میں افراط سے اجتناب[1]، خود کشی کی ممانعت [2]، دوسروں کے بدن کو کسی طرح کا نقصان پہنچانے پر پابندی، غربت اور افلاس کے خوف سے بچوں کو موت کے گھاٹ اتارے جانے کے خلاف کارروائی [3] اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت بھی فوجداری قوانین شمار ہوتے ہیں۔ ان کا نتیجہ انسانوں کی جانوں کی سیکورٹی اور تحفظ کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جب ہم انفرادی سیکورٹی اور تحفظ کے ضروری ہونے کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اقتصادی، نفسیاتی، پیشہ ورانہ، عدالتی اور ماحولیات الغرض انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں اور امور میں اس سیکورٹی اور تحفظ کی فراہمی ضروری ہے مثلا عدالتی تحفظ افراد

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۂ اسراء آیت ۳۳
[2]۔ قرآن کریم ـ سورۂ نساء ـ آیت ۲۹
[3]۔ قرآن کریم ـ سورہ اسراء ـ آیت ۳۱

کی سیکورٹی کا ضامن ہے اور وہ دوسروں کے ہاتھوں ان کے قتل کئے جانے، ضرب لگائے جانے، تشدد کئے جانے اور غیر قانونی طور پر قید میں رکھے جانے سے بچانے کے علاوہ نفسیاتی پریشانیوں اور انسانی حیثیت کے منافی اعمال سے بھی محفوظ رکھتا ہے جس کی وجہ سے اسے انفرادی سیکورٹی کا لازمہ جانا جاتا ہے اور معاشرے میں تمام افراد کی جان، مال اور ناموس کی محافظت ایک مقتدر عدلیہ کے بغیر انفرادی سیکورٹی اور تحفظ ناممکن ہے۔

انسان انفرادی زندگی کے علاوہ اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر بھی سیکورٹی اور تحفظ کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کرتا رہا ہے۔ اجتماعی سلامتی کا دائرہ افراد کی ان تمام سماجی سرگرمیوں پر محیط ہے جو اپنے اندر ذاتی اور نجی پہلو نہیں رکھتی ہیں۔ بنابریں اجتماعی سلامتی مختلف خطرات نیز حکومت اور حکومتی اہلکاروں حتی خاص گروہوں اور اشخاص کے غیر قانونی رویئے سے معاشرے کے افراد کی ہمہ گیر اور سماجی حفاظت اور تحفظ کا سبب بنتی ہے۔

قرآن کریم نے معاشرے میں اجتماعی سیکورٹی کے اثرات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾[1]۔

"اور اللہ نے اس قریہ کی بھی مثال بیان کی ہے جو محفوظ اور مطمئن تھی اور اس کا رزق ہر طرف سے باقاعدہ آ رہا تھا لیکن اس قریے کے رہنے والوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو خدا نے انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھا دیا صرف ان کے اعمال کی بنا پر کہ جو وہ انجام دے رہے تھے۔"

اس عظیم نعمت الٰہیہ سے عدم توجہی کی وجہ سے جہاں برے اجتماعی اثرات مرتب ہوتے ہیں وہیں یہ انفرادی سیکورٹی کے سلب کے جانے اور انسان کے شخصی اور ذاتی حقوق سے ہمکنار ہونے کے سدراہ بھی ہوتی ہے۔

---

[1]۔ قرآن کریم ۔ سورہ نحل ۔ آیت ۱۱۲

کسی ملک میں قومی سلامتی کے معنی اس ملک کی تقسیم یا اس ملک کی آبادی، دولت یا سرزمین کے کسی حصے سے محروم ہو جانے کے بارے میں ملکی یا غیر ملکی فوجی حملے، سیاسی اور اقتصادی دباؤ سے آزاد رہنے کے ہیں اور اس کا کسی ملک کے شہریوں کی انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی عالمی برادری کے درمیان طاقت کا توازن، حکومتوں کا ایک دوسرے کی سرزمین پر قبضہ نہ کرنا، موجودہ حالت کو خطرے میں نہ ڈالنا اور جنگوں سے اجتناب کرنا انٹرنیشنل سیکورٹی کا موجب بنتا ہے[1]۔

انفرادی سیکورٹی کے معنی

"امنیّت[2]" کا لفظ "امن" سے مشتق ہوا ہے اور اس کے لغوی معنی امان میں ہونے کے ہیں اور (عربی) گرائمر کے لحاظ سے یہ

---

[1]۔ دانش نامہ ی سیاسی۔ صفحہ ۳۹

[2]۔ فارسی میں زیر نظر کتاب کا نام " امنیّت فردی در اسلام" ہے۔ اسی کے پیش نظر مصنف نے یہاں لفظ "امنیّت" کی وضاحت بیان کی ہے۔ ہم نے اکثر مقامات پر اس کے معنی "سیکورٹی" کے کئے ہیں۔

"امن" سے ثلاثی مجرد ہے جس سے استیمان، ایمان، امان اور تامین جیسے الفاظ مشتق ہوئے ہیں۔

"امنیّت" کی عام تعریف خوف، تشویش اور عدم تحفظ سے آسودگی اور فارغ البالی کے اس احساس سے عبارت ہے جو ایسی حالت پر منتج ہوتا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے فرد اور معاشرہ امن اور تحفظ محسوس کرتا ہے اور اسے کوئی خوف اور تشویش لاحق نہیں ہوتی ہے۔ بنابریں انسان یا معاشرہ اس وقت سیکورٹی اور تحفظ سے ہمکنار ہوتا ہے جب وہ خطرات، خوف، دھمکی اور تشویش کی زد سے باہر ہو اور خوف و تشویش اور پریشانیاں نہ ہونے کی وجہ سے قلبی اور روحانی سکون و اطمینان سے بہرہ مند ہو اور اس کا جسم اور اس کی روح ہر طرح کے خطرے سے محفوظ ہو۔

واضح سی بات ہے کہ جب انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کو زیر بحث لایا جاتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فرد یا معاشرے کو کسی طرح کا جسمانی یا روحانی خطرہ محسوس نہ ہو اور سیکورٹی فراہم

کرنے والی طاقتیں امن و امان میں خلل ڈالنے والوں کا مقابلہ اور ان کو دور بھگانے پر قادر ہوں۔

اس بات کی جانب توجہ رہنی چاہیے کہ سیکورٹی کے ایجابی اور سلبی دو پہلو ہوتے ہیں۔ سلبی پہلو افراد اور معاشرے میں خوف، تشویش اور عدم اطمینان کی کیفیت نہ پائے جانے سے عبارت ہے جب کہ ایجابی پہلو، افراد اور معاشرے کے اطمینان اور روحانی و نفسیاتی فارغ البالی سے عبارت ہے۔

سیکورٹی کے سلبی اور ایجابی پہلو اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ سیکورٹی اور امن و امان کی عملی طور پر برقراری کے علاوہ، کہ جو خطرات اور بدامنی کے نہ ہونے سے عبارت ہے، ذہنی اور نفسیاتی سیکورٹی کو بھی، کہ جس کو بعض نے پوشیدہ سیکورٹی کا نام دیا ہے، مد نظر رکھنا چاہیے۔ بعض دانشمندوں نے عینی اور معاشرے میں واقعی قائم ہونے والی سیکورٹی کو جسم جب کہ ذہنی اور نفسیاتی سیکورٹی (یعنی تحفظ اور سیکورٹی کے احساس) کو اس جسم کی روح سے تعبیر کیا ہے۔

نفسیاتی اور ذہنی سیکورٹی در حقیقت احساس تحفظ کا نام ہے اور اس کی اہمیت عینی اور عملی طور پر قائم ہونے والی سیکورٹی سے کم نہیں ہے بلکہ انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں میں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ہم اگلے صفحات میں نفسیاتی اور ذہنی سیکورٹی (احساس تحفظ) کے علل واسباب اور بنیادوں پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بات کریں گے۔

پولیٹیکل رائٹس کے اعتبار سے انفرادی سیکورٹی اس حالت کا نام ہے جس میں انسان اپنی جان، مال، حیثیت کو کسی طرح کا نقصان پہنچنے یا ان سے محروم ہونے کے خوف سے آزاد رہ کر زندگی بسر کرتا ہے[1]۔

در حقیقت انفرادی سیکورٹی اس وقت برقرار ہوتی ہے جب انسان کو شخصی اور ذاتی حقوق اور آزادیوں سے ہمکنار ہونے کا اختیار حاصل ہو اور اسے سیکورٹی اور امن کے لئے خطرہ بننے والے قتل، ضرب، زخم، توہین، ہتک عزت، حبس، جلاوطنی، تشدد، نقصان، استحصال اور غلامی جیسے امور کی تشویش لاحق نہ ہو۔

---

[1]۔ داریوش آشوری: دانشنامہ سیاسی صفحات ۳۸، ۳۹

لفظ "امنیّت" (سیکورٹی) کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ اس لفظ میں دو مفہوم پائے جاتے ہیں۔ اول "امنیّت" (سیکورٹی) کی عملی برقراری اور افراد یا معاشرے کے امن کو تباہ کرنے والے عوامل کا نہ پایا جانا جب کہ دوسرا مفہوم احساس تحفظ اور سیکورٹی کے لئے کسی طرح کے خطرے کے نہ ہونے سے عبارت ہے۔ پہلے مفہوم کو (فارسی میں) "امنیت عینی" (یعنی معاشرے میں عملی طور پر قائم کی جانے والی سیکورٹی) اور دوسرے کو "امنیت ذھنی" (یعنی سیکورٹی اور تحفظ کے احساس) کا نام دیا گیا ہے۔

بعض اوقات ان دونوں مفاہیم کو غلطی سے ایک ہی سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ "امنیت عینی" یا معاشرے میں قائم کی جانے والے سیکورٹی اور "امنیت ذھنی" یا سیکورٹی اور تحفظ کا ایک دوسرے سے جدا ہونا واضح ہے۔ "امنیت عینی" یا معاشرے میں قائم کی جانے والے سیکورٹی کا تعلق خارج میں موجود ایک ایسی حقیقت سے ہے جس سے اس بات کی نشاند ہوتی ہے کہ معاشرے اور افراد کے امن کو برباد کرنے والے اسباب موجود

نہیں ہیں اور معاشرہ اور افراد اس طرح کے اسباب سے محفوظ ہیں جب کہ "امنیت ذھنی" یا احساس تحفظ کا تعلق سوشل سائیکالوجی (Social psychology) کے ساتھ ہے اور یہ امان میں ہونے کے احساس اور ادراک کی قسم ہے۔ بنابریں اگرچہ امن و امان کا قیام احساس تحفظ کے لۓ ضروری ہے لیکن یہ لازمی نہیں ہے کہ امن و امان کے قیام کے ساتھ تحفظ کا احساس بھی پیدا ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ معاشرے میں سیکورٹی اور امن وامان کے قیام کے باوجود افراد یا معاشرہ احساس تحفظ سے تہی داماں ہو۔

معاشرے میں نفسیاتی جنگ کے مقصد سے افواہیں پھیلانا امن وامان کے قیام کے باوجود عدم تحفظ کا احساس پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا اور معاشرتی امور میں خلل پیدا ہونے اور نفسیاتی بدامنی کے حکمفرما ہونے کا سبب بنتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی امور میں خلل ڈالنے والی ناہمواریوں اور لاقانونیت کے سلسلے میں حکومت کی کارکردگی کی نوعیت افراد اور معاشرے میں تحفظ یا عدم تحفظ کا احساس پیدا کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ واضح سی

بات ہے کہ اگر افراد دیکھیں کہ حکومت ان کے انفرادی اور معاشرتی حقوق کے تحفظ کے لیے معاشرے میں بدامنی پیدا کرنے والوں کے خلاف ٹھوس اقدامات اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ اپنے شہریوں کی حمایت کررہی ہے تو چاہے معاشرے میں مکمل اور عملی طور پر امن نہ بھی قائم ہو تب بھی افراد کے اندر تحفظ کا احساس پیدا ہو جائے گا۔

بلاشبہ مذکورہ وجوہات کی بناء پر احساس تحفظ عملی طور پر امن کے قیام سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ عدم تحفظ کا احساس معاشرے میں مزید بدامنی کو وجود میں لاتا اور لوگوں کے عدم تحفظ کے احساس میں شدت پیدا کرتا ہے۔

سیکورٹی کا قلمرو

انسانی ضروریات کا دائرہ اس حد تک وسیع ہے کہ انسان اپنی ولادت سے قبل بھی، ساری زندگی کے دوران حتی اس دنیا سے عالم آخرت میں جانے کے بعد بھی سیکورٹی اور سلامتی کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ واضح سی بات ہے کہ والدین خصوصا والدہ کا، جس کے رحم میں بچہ وجود میں آتا ہے، احساس عدم تحفظ بچے پر بہت منفی اثرات مرتب کرتا ہے حتی بعض صورتوں میں تو اس بچے پر ناقابل تلافی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں جب کہ والدین کا احساس تحفظ اس بچے پر مفید اور مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

دنیا میں انسان کی زندگی کے تمام لحات میں سیکورٹی اور تحفظ کا احساس اس کی بنیادی ضروریات میں شمار ہوتا ہے۔ موت کے بعد بھی انسان کی روح کو امن اور سلامتی کی ضرورت ہوتی ہے اور دنیا میں اس کے انجام دیے ہوئے اعمال یا اس کے لواحقین کے اعمال کی بنیاد پر اسے روحانی سکون یا روحانی عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو سیکورٹی کی ضرورت صرف انفرادی زندگی اور شخصی امور میں ہی نہیں ہوتی بلکہ اسے اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی امور میں سیکورٹی اور امن وسلامتی کی ضرورت ہوتی ہے اور ضرورت کا یہ احساس اجتماعی زندگی کے انتخاب کا تقاضا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ سیکورٹی کی ضرورت انسان کے جسم اور اس کی زندگی کے مادّی پہلو تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کی روح کو بھی امن اور سکون کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ نفسیاتی عدم تحفظ کا احساس اور معنوی سکون کا فقدان اس کے جسم پر بھی منفی اثرات مرتب کر سکتا اور اس کی سلامتی کے لئے خطرہ بن سکتا ہے جیسے کہ اگر جسم صحتمند اور سالم نہ ہو تو انسان کی روح پر اس کے منفی اثرات پڑتے ہیں۔ بنابریں انسان کو مادّی اور معنوی دونوں پہلوؤں میں سیکورٹی اور امن و سکون سے بہرہ مند ہونے کی ضرورت ہے اور ان میں سے کسی ایک پہلو میں انسان کا سیکورٹی اور سلامتی سے ہمکنار ہونا کافی نہیں ہے۔

قرآن کریم اس معاشرے کو مثالی اور مکمل جانتا ہے جس میں انفرادی، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی اور معنوی الغرض ہر طرح کی سیکورٹی موجود ہو اور اس معاشرے کے افراد روحانی اور نفسیاتی امن وسکون سے ہمکنار ہوں۔

سیکورٹی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں سیکورٹی کی بہت سی اقسام مثلاً کلچرل سیکورٹی، پولیٹکل سیکورٹی، ملٹری سیکورٹی، نیشنل سیکورٹی اور انٹر نیشنل سیکورٹی شامل ہے۔ دوسری جانب ہر انسان اپنی زندگی کے ہر پہلو مثلاً جان، مال، پیشے اور صنعت وحرفت میں سیکورٹی کا طلبگار ہے اور اسے اپنے انفرادی اور اجتماعی حقوق کے حصول کا ذریعہ جانتا ہے۔

شریعت اسلامیہ میں، کہ جس نے انسان کے جسم اور اس کے مادّی پہلو پر توجہ دینے کے علاوہ اس کے معنوی پہلو کو بھی مد نظر رکھا ہے، انسان کی سیکورٹی اخلاق اور اقتصاد کے میدانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ انسان کی سیکورٹی کو ایسے متعدد اجزائے ترکیبی سے وجود میں آنے والا اور ایک مربوط ڈھانچہ

(Structure) جانتی ہے جو یکجا ہونے کی صورت میں مادّی اور معنوی امن و سکون سے انسان کے ہمکنار ہونے کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے اسی زاویۂ نگاہ کی بنیاد پر سیکورٹی کے اس ڈھانچہ (Structure) کے ہر جزو اور عنصر کے لئے واضح تعلیمات بیان فرمائی ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کی جانب اشارہ کر رہے ہیں:

الف - عقائد و نظریات کی سیکورٹی:

اسلام نے انفرادی سیکورٹی کے دائرۂ کار میں جن امور کی تاکید کی ہے ان میں سے ایک تمام انسانوں کے عقائد اور نظریات کی سیکورٹی ہے۔ عقائد و نظریات کی آزادی اپنی ماہیت کے لحاظ ان حقوق میں سے شامل ہے جن کو محدود نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ انسان کے عقائد اور نظریات باطنی امور ہوتے ہیں اور جب تک ان کو بیان نہ کیا جائے اور دوسروں تک پہنچایا نہ جائے تب تک معاشرے کو ان کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے کہ خاص صورتوں میں ان کو محدود کیا جا سکے۔

قرآن کریم کا " لا اکراہ فی الدین " کا نعرہ اسلام کے اس زاویہ نگاہ کے اثبات کی بہترین دلیل ہے کہ انسان کو کسی خاص عقیدے یا دین کو قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالی نے پیغمبر اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ انسانیت کو مخاطب کرکے فرمائیں"

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ﴾[1]۔

”پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے حق آ چکا ہے اب جو ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے فائدہ کے لئے کرے گا اور جو گمراہ ہو جائے گا اس کا نقصان بھی اسی کو ہو گا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔“

اللہ تعالی کے کلام میں اس حقیقت کی بارہا تاکید کی گئی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا فرض ہدایت کے راستے کی جانب

---

[1]۔ سورۂ یونس آیت ۱۰۸

انسانوں کی رہنمائی اور ان کو ڈرانے اور خوشخبری سنانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور انسان ہدایت کی اس نعمت کا شکر ادا کر سکتا ہے یا اس کا کفر کر سکتا ہے:

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً﴾[1]۔

"یقینا ہم نے اسے راستہ کی ہدایت دے دی ہے چاہے وہ شکر گزار ہو جائے یا کفران نعمت کرنے والا ہو جائے۔"

اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت حاصل نہ کرنے والوں کے ساتھ محاجّہ اور تکرار سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلاَغُ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾[2]۔

"اے پیغمبر! اگر یہ لوگ آپ سے کٹ حجتی کریں تو کہہ دیجئے کہ میرا رخ تمام تر اللہ کی طرف ہے اور میرے پیرو بھی ایسے ہی ہیں

---

[1]۔ سورۂ انسان آیت ۳

[2]۔ سورۂ آل عمران آیت ۲۰

اور پھر اہلِ کتاب اور جاہل مشرکین سے پوچھئے کیا تم اسلام لے آئے۔ اگر وہ اسلام لے آئے تو گویا ہدایت پائے اور اگر منہ پھیر لیا تو آپ کا فرض صرف تبلیغ تھا اور اللہ اپنے بندوں کو خوب پہچانتا ہے۔"

شریعت اسلامیہ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے توسط سے حق کی تبلیغ اور سعادت کے راستے کی وضاحت کی تاکید کی ہے اور سعادت یا گمراہی کے راستے کا انتخاب انسان خود ہی کرتے ہیں:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ....﴾[1]۔

"اور کہہ دو کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے...."

---

[1]۔ سورۂ کہف آیت ۲۹

ب - اظہار رائے کی سیکورٹی:

انسان کی ایک آزادی کا تعلق اپنے افکار و نظریات اور عقائد کے اظہار کے ساتھ ہے۔ آزادی اظہار کا شمار ایسے حقوق میں ہوتا ہے جن کو اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالی نے افکار و نظریات کے اظہار اور بیان کی علامت کے طور پر قلم کی قسم کھائی ہے:

﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾[۱] .

"نٓ، قلم اور اس چیز کی قسم جو یہ لکھ رہے ہیں۔"

اسلام کے نزدیک آزادی اظہار نہ صرف ایک انسانی حق شمار ہوتا ہے بلکہ یہ انسانوں کے کاندھوں پر ڈالی گئی ایک ذمے داری بھی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:

---

[۱] سورۂ قلم آیت ا

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾[۱]۔

"آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقہ سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے کہ آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بہک گیا ہے اور کون لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔"

بلاشبہ انسان کو اظہار رائے کی آزادی پر مبنی اپنا حق استعمال کرنے کے لئے سیکورٹی اور تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وگرنہ ممکن ہے کہ ہر شخص کو اپنے عقائد اور افکار و نظریات بیان کرنے کے بعد حکومت یا دوسرے افراد کی جانب سے کسی کارروائی کا سامنا کرنا پڑے اور اس کی جان کو خطرہ لاحق

۱۔ سورۂ نحل آیت ۱۲۵

ہو جائے یا اس کو ذہنی تشدد میں مبتلاء کر دیا جائے یا اس کی دوسری انفرادی سیکورٹیز خطرے میں پڑ جائیں۔

البتہ اس نکتے کی جانب توجہ بھی اہمیت کی حامل ہے کہ ہم نے عقائد کی آزادی کی سیکورٹی اور تحفظ کے بارے میں جو بیان کیا ہے اس کے برخلاف آزادی اظہار کا حق ایسا نہیں ہے کہ جس کو محدود نہ کیا جا سکتا ہو اور اس کے لئے غیر محدود اور مطلق سیکورٹی فراہم کی جا سکتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام افکار و نظریات کے اظہار کے حق کی تب تک حمایت کرتا ہے جب تک اس حق کا استعمال درج ذیل چار شرائط کا حامل ہو۔

اول: اس سے دوسروں کے حقوق پر زد نہ پڑتی ہو۔

دوم: معاشرے کے مفادات اور حقوق عامہ سے تضاد نہ رکھتا ہو۔

سوم: اس سے معاشرے کے اعتقادی اقدار پر ضرب نہ لگتی ہو۔

چہارم: اخلاق حسنہ پر مبنی اقدار کے منافی بھی نہ ہو۔

واضح سی بات ہے کہ مذکورہ محدودیت کی وجہ سے سیکورٹی اور سلامتی کی اہمیت میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے بلکہ اس طرح کی محدودیت اس بات کا سبب بنتی ہے کہ آزادی اظہار کا حق انفرادی اور اجتماعی ترقی و بالیدگی کے مقصد سے معاشرے کے اعتقادی اور اخلاقی معیارات اور اقدار کے دائرے میں استعمال کیا جائے۔

ج۔ عزت وآبرو کی سیکورٹی:

بلاشبہ انسان کا ایک معنوی سرمایہ، کہ جس کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے، افراد کی عزت و آبرو کی سیکورٹی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسان کی عزت و آبرو اس کی جان کی طرح محترم ہے۔

انسان کی قدر و منزلت ان مؤثر ترین علل و اسباب میں سے ایک ہے جو اس کے لیے سعادت اور شرافت پر مبنی زندگی کا سبب اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کی شخصیت کے تکامل اور بالیدگی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے انسانوں کو ایک دوسرے کے احترام، عزت اور آبرو کی حفاظت کا حکم دیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" اے لوگو! جس طرح یہ دن (یعنی حج کے ایام) اور یہ شہر (یعنی مکہ مکرمہ) محترم ہے اسی طرح تمہارا خون اور تمہاری عزت بھی محترم ہے۔ تم کو ایک دوسرے کا خون بہانے کا حق حاصل نہیں ہے یہاں تک اللہ تعالی سے ملاقات کا شرف حاصل کرلو۔"

واضح سی بات ہے کہ ہر انسان کی آبرو کی حفاظت اور اس کی انفرادی اور اجتماعی شخصیت اور ساکھ کی سیکورٹی اور تحفظ جہاں دوسروں اور حکومت کا فرض ہے وہیں انسان کی اپنی ذمے داری بھی ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور اپنی عزت وآبرو پر حرف آنے کا سبب نہ بنے۔

د - نجی زندگی کی سیکورٹی:

افراد کی نجی زندگی کو تحفظ ملنا چاہیے اور وہ ہر طرح کے خوف سے محفوظ ہونی چاہیے۔ افراد کو اپنے پرائیویسی میں حکومت یا

دوسرے افراد کی دخل اندازی کی تشویش لاحق نہیں ہونی چاہیے۔ اسی صورت میں افراد اپنی پرائیویسی میں دوسروں کی بے جا مداخلت کے خوف سے آزاد رہ کر امن وسکون محسوس کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالی نے افراد کے نجی امور میں ہر طرح کے تجسّس کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَلاَ تَجَسَّسُوا﴾[1]۔

''دوسروں کے امور میں تجسّس نہ کرو۔''

قرآن کریم میں صاحبان ایمان سے کہا گیا ہے کہ وہ دوسروں سے اپنا تعارف کرائے اور ان کو سلام کہے بغیر ان کے گھروں میں داخل نہ ہوا کریں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾[2]۔

---

[1] قرآن کریم۔سورہ حجرات۔آیت ۱۲

[2] سورۂ نور آیت ۲۷

"ایمان والو خبردار اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا جب تک کہ صاحبِ خانہ سے اجازت نہ لے لو اور انہیں سلام نہ کرلو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے کہ شاید تم اس سے نصیحت حاصل کرسکو۔"

شریعت اسلامیہ میں دوسرے افراد کے رہنے کے مقام اور خلوت گاہ میں اچانک اور معمول سے ہٹ کر داخل ہونے کی مذمت اور ممانعت اور مسلمانوں کو دوسروں کی رہائش گاہ میں داخل ہونے کے آداب کا خیال رکھنے کی نصحیت کی گئی ہے:

﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[1]۔

"یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ مکانات میں پچھواڑے کی طرف سے آؤ، بلکہ نیکی ان کے لئے ہے جو پرہیزگار ہوں اور مکانات میں

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۸۹

دروازوں کی طرف سے آئیں اور اللہ سے ڈرو شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔"

اس طرح اسلام نے انسان کی خلوت گاہوں اور گھروں میں ان کے سکون اور امن کو اہمیت دی ہے اور دوسروں کی بے جا مداخلت کے مقابلے میں اس کی پرائیویسی کی حفاظت کی ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا﴾[1]۔

"اور اللہ ہی نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو وجہ سکون بنایا ہے۔"

ھ۔ ملکیت کی سیکورٹی:

افراد کی جائز اور صحیح ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی اور نجی ملکیت کو شریعت اسلامیہ نے جو احترام دیا ہے وہ دین اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔

---

[1] سورۂ نحل آیت ۸۰

اسلام مال و دولت کے تکاثر اور دنیوی مظاہر اور ثروت سے دل لگانے کی مذمت کرتا ہے لیکن وہ جوئے ، چوری ، لین دین میں دھوکہ دہی ، سود ، احتکار ، ناپ تول میں کمی اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے جیسے ناجائز ذرائع سے حاصل نہ ہونے والی آمدنی اور ملکیت خاص طور پر افراد کی محنت ، کام اور کوشش سے ، کہ جو دولت حاصل کرنے کا جائز ترین ذریعہ جانا گیا ہے ، حاصل ہونے والی آمدنی اور ملکیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

اسلامی قوانین میں افراد کی ملکیت کی سیکورٹی اور تحفظ کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے متعدد روایات میں فرمایا ہے کہ مسلمان کا مال اسی طرح محترم ہے جس طرح اس کا خون محترم ہے۔

حجۃ الوداع کے خطبے میں بھی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسلمان کا خون اور مال محترم ہے۔

شریعت اسلامیہ نے ملکیت کی سیکورٹی پر جو توجہ دی ہے اس کی گہرائی کا ادراک اس وقت ہوتا ہے جب انسان پیغمبر اکرم ﷺ

کی اس حدیث پر توجہ دیتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید شمار ہوتا ہے۔

واضح سی بات ہے کہ اسلام کے زاویۂ نگاہ میں نجی ملکیت کا احترام معاشرے اور دوسرے افراد کے حقوق اور سیکورٹی کی پابندی اور اس کا خیال رکھے جانے سے مشروط ہے۔ اس کے علاوہ ملکیت کے حق کا استعمال دینی تعلیمات میں بیان شدہ فضول خرچی اور کنجوسی سے اجتناب پر مبنی اصول و معیارات کی پابندی کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔

اس نکتے پر توجہ دینا بھی اہمیت کا حامل ہے کہ ملکیت کی سیکورٹی میں جہاں جائز طریقے سے حاصل کئے جانے والے مال پر افراد کی ملکیت کے حق کا خیال رکھا جانا شامل ہے وہیں ان کی ملکیت میں جو مال و دولت موجود ہے اس سے فائدہ اٹھانے کا حق بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اپنے مال میں تصرف اس مال کے مالک کی ملکیت کا حصہ ہی شمار ہوتا ہے۔

اسلام کے فوجداری قوانین میں ملکیت کی سیکورٹی کی فراہمی کے لئے خاص طریقہ ہائے کار کا تعین کیا گیا ہے جن میں افراد کے مال کی چوری کے خطرے کا مقابلہ بھی شامل ہے۔ قرآن کریم نے چوری کی سزا کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[1]۔

(چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو کہ یہ ان کے لئے بدلہ اور خدا کی طرف سے ایک سزا ہے اور خدا صاحبِ عزّت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے۔)

اسلامی تعلیمات میں امانت واپس کرنے کی جو تاکید کی گئی ہے وہ ان تدابیر کا حصہ ہے جو شریعت اسلامیہ نے معاشرے میں ملکیت وجود میں لانے اور اس کی بقاء دیانتداری اور صداقت کی

---

[1]۔ سورۂ مائدہ آیت ۳۸

علامت کے طور پر اختیار کی ہیں۔ اللہ تعالی نے امانت واپس کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے:

﴿إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّوا الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾[1]۔

"بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچادو"

اللہ تعالی نے امانتداری اور دوسروں کے مال میں ہاتھ نہ ڈالنے کی صفت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اسے تقوے کا مصداق قرار دیا ہے اور فرمایا ہے:

﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضاً فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ۔۔۔﴾[2]

"ایک کو دوسرے پر اعتبار ہو تو جس پر اعتبار ہے اس کو چاہیے کہ امانت کو واپس کردے اور خدا سے ڈرتا رہے۔"

[1]۔ سورۂ نساء آیت ۵۸

[2]۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۸۳

پروردگار حکیم صاحبان ایمان کو امانت میں خیانت کرنے سے، کہ جو افراد کی ملکیت خطرے میں ڈالنے کا باعث بنتی ہے، منع کرتے ہوئے اسے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت گردانا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاتَخُونُوا اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[1].

''ایمان والو خدا اور رسول اور اپنی امانتوں کے بارے میں خیانت نہ کرو جب کہ تم جانتے بھی ہو۔''

انفرادی سیکورٹی کی فراہمی میں دین کا کردار

بعض اوقات یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دینی تعلیمات انسانوں کی صرف اخروی زندگی کے لئے ہیں اور آسمانی ادیان نے انسان کی مادّی زندگی کی جانب کوئی توجہ نہیں دی ہے حالانکہ دینی تعلیمات کا جائزہ لینے سے واضح ہو جاتا ہے کہ تمام ابراہیمی ادیان نے اپنی

---

[1]۔ سورۃ انفال۔ آیت ۲۷

تعلیمات میں انسان کے مادّی اور معنوی دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھا ہے اور اسے سکھایا ہے کہ اسے کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیے، تاکہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں سعادت حاصل کر سکے۔

شریعت اسلامیہ کے نزدیک دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ بنابریں انسان کو دنیا میں اس انداز سے زندگی گزارنا چاہیے کہ وہ آخرت کے لیے زادِ راہ حاصل کر سکے اور اگلے جہان میں آسودگی کے ساتھ رہ سکے۔

آسمانی ادیان کی جامعیت اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے اپنے پیروؤں کو صرف باطنی اعمال کی جانب رہنمائی نہیں کی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیمات ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے اعمال پر مشتمل ہیں اور دیندار افراد ان کے مطابق عمل کرنے کے پابند ہیں۔

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں سیکورٹی کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ ابراہیمی ادیان اس سے بے اعتنائی نہیں کر سکتے

ہیں بلکہ انھوں نے اپنی تعلیمات میں اس کے حصول کے طریقہ ہائے کار اور قابل عمل ہدایات پیش کی ہیں کیونکہ سیکورٹی کے بغیر انسان کے لیے مد نظر رکھے گئے فرائض کی انجام دہی ممکن نہیں ہے۔

دین کا ہدف و مقصد انسان کی سعادت و تکامل ہے اور انسان اس مقصد کو سیکورٹی کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کی فراہمی کے سلسلے میں دین کے کردار کے مختلف پہلو ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کی جانب اشارہ کر رہے ہیں:

۱۔ ادیان الٰہیہ کے نزدیک حاکمیت مطلقہ اللہ تعالی سے متعلق ہے اور اس کی مشیت کے سوا کوئی بھی قدرت اور حاکمیّت موجود نہیں ہے۔ انسان کی حاکمیّت کا سر چشمہ بھی حاکمیّت الٰہیہ ہی ہے۔ زمین پر اللہ تعالی کے جانشین اور خلیفہ ہونے کے ناتے انسان کو حاکمیت حاصل ہے۔ بنابریں سیکورٹی کا سر چشمہ بھی اللہ تعالی کی

ذات ہے۔ اس کے ارادے اور اذن کے بغیر انسان مادّی اور معنوی امن اور سیکورٹی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے ہیں۔

۲۔ مومن انسان اور دینی تعلیمات سے آشنا فرد میں ایمان کی موجودگی اس بات کا سبب بنتی ہے کہ انسان اپنے اعمال اور کردار میں غور و فکر کرے، دوسروں کی جان، مال اور ناموس کے لئے خطرہ بننے والے ہر طرح کے اقدام اور رویئے سے اجتناب کرے، اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے دائرے میں انجام دے، اپنی باطنی نگہداشت اور اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہوئے معاشرے کے دوسرے افراد کو سیکورٹی اور آسودگی فراہم کرے اور ہر طرح کی جارحیت اور بے جامداخلت سے محفوظ رہے۔

۳۔ دینی تعلیمات انسان کو نہ صرف اپنے ظاہر کا خیال رکھنے اور دوسروں کے ساتھ اپنے رویئے کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کی دعوت دیتی ہیں بلکہ اسے تزکیۂ نفس اور اپنے باطن کو سنوارنے کا پابند بھی جانتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیندار انسان خلوت میں بھی دین کے اوامر و نواہی کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے بلکہ ان کی اسی

طرح پابندی کرتا ہے جس طرح وہ جلوت اور دوسروں کی موجودگی میں اپنے فرائض کی پابندی اور اپنے عقائد کی حفاظت کرتا ہے۔ بلاشبہ ادیان الٰہیہ نے جس تزکیۂ نفس اور باطنی مراقبت کی تاکید کی ہے اس کے آثار معاشرے میں انسان کے رویۓ کے کنٹرول کیۓ جانے اور ظاہری مراقبت کی صورت میں نمایاں ہوتے ہیں اور اس کا نتیجہ معاشرے اور دوسرے افراد کے لۓ امن اور سیکورٹی کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔

۴۔ انسان کے اندر مختلف غرائز پائے جاتے ہیں۔ اگر ان غرائز پر قابو نہ پایا جائے اور ان کے درمیان اعتدال پیدا نہ کیا جائے تو انسان سرکشی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ بدامنی اور عدم تحفظ کی حالت ہمیشہ انسان پر غرائز کے غالب آنے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ادیان الٰہیہ کی ایک ذمے داری انسان کو تکامل سے ہمکنار کرنے کے مقصد سے اسے مادّی غرائز پر غلبہ پانے اور ان غرائز کے بارے میں اعتدال سے کام لینے کی جانب رہنمائی کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسانی غرائز پر قابو پانے اور ان کی سرکشی کی روک

تھام کے لئے قابل عمل امور کو مد نظر رکھا گیا ہے جن کی پابندی کے ذریعے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے اور لوگ سیکورٹی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور اسلامی معاشرے کے تمام افراد احساس تحفظ کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں مثال کے طور پر اسلام کی جانب سے جوانوں کے جنسی غریزے کو کنٹرول کرنے کے مقصد سے شادی کی تاکید[1]، مال پرستی اور دولت جمع کرنے کے غریزے کو کنٹرول کرنے کے مقصد سے مسلمانوں کو انفاق اور دوسروں کی مدد کرنے، کفّارات، خمس اور زکواۃ کی ادائیگی کی رغبت دلائے جانے کی جانب اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ دین نے انسانوں کے غرائز کی صحیح رہنمائی کرکے اور انسانوں کو اجتماعی گناہ اور انحرافات سے روک کر سیکورٹی اور تحفظ کا راستہ ہموار کردیا ہے۔

۵۔ جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے ایک مومن انسان جس طرح دوسروں کی موجودگی میں دینی احکام اور اوامر کے مطابق عمل کرتا ہے اسی طرح وہ خلوت اور دوسروں کی عدم موجودگی

---

[1]۔ قرآن کریم ۔ سورہ نور ۔ آیت ۳

میں بھی اپنے آپ کو دینی فرائض کی ادائیگی کا پابند جانتا ہے کیونکہ وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ :

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ﴾[1] .

''پھر جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ اسے دیکھے گا۔''

﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾[2] .

''وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا ہے مگر یہ کہ ایک نگہبان اس کے پاس موجود رہتا ہے۔''

﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾[3]

''وہ خدا نگاہوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور دلوں کے پیچھے چھپے ہوئے بھیدوں سے بھی باخبر ہے۔''

---

[1] ۔ قرآن کریم۔ سورۂ زلزال آیات ۸،۷

[2] ۔ قرآن کریم۔ سورۂ ق۔ آیت ۱۸

[3] ۔ قرآن کریم۔ سورہ غافر۔ آیت ۱۹

صاحب ایمان شخص کے عمل اور کردار کا اعتقادی اقدار کی بنیاد پر استوار ہونا اس کے ہاتھوں دوسروں کے حقوق اور سیکورٹی کی پامالی کی روک تھام اور اس کے ہر طرح کے انحراف سے باز رہنے کا موجب بنتا ہے کیونکہ یہ امور اس کی دینی اقدار کے منافی ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد پر دوسروں کے حقوق کا کماحقہ احترام بھی کرتا ہے۔

۶۔ انسانوں کے بنائے ہوئے اجتماعی قوانین (social rules) کا ایک اثر اور فائدہ نسبی (Relative) اور عارضی طور پر امن قائم ہونے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے کیونکہ یہ قوانین انسانوں کے بنائے ہوئے اور مضبوط پشت پناہی سے عاری ہوتے ہیں جب کہ دینی قوانین کا نتیجہ پائیدار امن کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دینی قوانین کو معنوی اور اعتقادی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے جس کے باعث انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی اور امن کو دوام اور استحکام حاصل ہوتا ہے اور بدامنی اور کشیدگی پیدا کرنے والے امور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۷۔ خدائی قوانین اور انسانوں کے اجتماعی معاہدوں کے نتیجے میں بننے والے قوانین کے درمیان یہ فرق ہے کہ دیندار افراد اور مومنین آسمانی قوانین اور خدائی تعلیمات پر عملدرآمد کے سلسلے میں قانون سے فرار اختیار نہیں کرتے ہیں۔ وہ دین کے اوامر و نواہی کے مطابق عمل کرنے کو اپنا فرض جانتے ہیں لیکن انسان کے بنائے ہوئے قوانین کی خلاف ورزی کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ افراد جب نگرانی اور کنٹرول کے سسٹم میں کوئی خلل دیکھتے ہیں تو ان قوانین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اجتماعی طور پر انجام دیئے جانے والے ایسے گناہ اور جرائم جن کا ارتکاب کرنے والوں کی شناخت ممکن نہیں ہوتی ہے دینی عقائد اور تعلیمات کے باعث جنم نہیں لیتے ہیں اور یہ چیز بجائے خود انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کا موجب ہوتی ہے۔

۸۔ شریعت کی تعلیمات کی صورت میں انسانیت کو پیش کئے جانے والے خدائی قوانین انسان کی فطرت اور اس کی تخلیق سے ہم آہنگ ہیں کیونکہ یہ قوانین ایسے پروردگار کی جانب سے وضع

کیے گئے ہیں کہ جو انسان کا خالق اور پیدا کرنے والا اور اس کی وجودی صلاحیتوں اور پہلوؤں سے خود انسان سے بھی زیادہ آگاہ ہے۔ اس کے مقابلے میں انسانوں کے اجتماعی معاہدے اور ان کے بنائے ہوئے قوانین انسان کی فطرت سے ہم آہنگ نہ ہونے کے باعث ضروری جامعیت سے عاری ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں میں خدائی قوانین کا نفاذ اور ان پر عملدرآمد فطرت کے مطابق ہے۔ اسلامی معاشرے میں قانون کی خلاف ورزی گناہ اور سرکشی سمجھی جاتی ہے اور کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خدائی قوانین کی خلاف ورزی کرے اور معاشرے اور دوسرے افراد کے لیے بدامنی کا موجب بنے۔

۹۔ صاحبان ایمان اور دیندار افراد اپنی زندگی کے تمام لمحات میں اپنے آپ کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر جانتے ہیں اور اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کے مقرر کیے ہوئے محافظین اور بارگاہ الہی سے ایک لمحے کے لیے بھی الگ نہیں ہیں اور اللہ تعالی کے مقرر کئے ہوئے مؤکّلین اور فرشتے ان کے تمام اعمال و حرکات

کو تحریر کر رہے ہیں۔ اس عقیدے اور ایمان کی اہمیت یہ ہے کہ ایک صاحب ایمان شخص کبھی بھی اللہ تعالی کے فرامین کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور دوسروں کی سلامتی کے لئے خطرہ نہیں بنتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں جرائم کی روک تھام اور انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی حاصل ہوتی اور امن وامان قائم ہوتا ہے۔

۱۰۔ معاشرے کے افراد کی ہدایت و رہنمائی کے سلسلے میں دینی شخصیات کا کردار بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

دینی علماء اور دانشمند معاشرے کے افراد کو دینی تعلیمات سے آگاہ کرتے اور ان کو اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ خدائی تعلیمات اور قوانین سے ہم آہنگ معیارات کے مطابق عمل کریں تاکہ معاشرے میں انحراف پیدا نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں ائمہ طاہرین علیہم السلام کی موجودگی خدائی تعلیمات اور اقدار کے صحیح طور پر منتقل کئے جانے کے علاوہ دینی معاشرے کے اندرونی کنٹرول کا بھی سبب ہوتی ہے

جس کا نتیجہ انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی اور تحفظ کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

۱۱۔ انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی اور امن کے قیام اور اس کی بقاء میں عبادات کا کردار بھی توجہ طلب ہے۔ عبادات، اللہ تعالی سے انسانوں کے قریب ہونے کا سبب ہوتی ہیں۔ انسانوں کا رابطہ اللہ تعالی سے جس قدر زیادہ مستحکم اور نزدیک ہوتا ہے اس قدر ان کا صحیح معیارات سے انحراف اور جرائم کا ارتکاب کم ہوتا جاتا ہے اور معاشرے میں بدامنی کے علل واسباب کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

قرآن کریم نے بہترین عبادت اور اللہ تعالی کے ساتھ رابطے اور اس کے قرب کی علامت کے طور پر نماز کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلاَةَ إِنَّ الصَّلاَةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ﴾[۱]۔

---

[۱]۔ سورۃ عنکبوت۔ آیت ۴۵

"آپ جس کتاب کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھ کر سنائیں اور نماز قائم کریں کہ نماز ہر برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی شے ہے اور اللہ تمہارے کاروبار سے خوب باخبر ہے۔"

بلاشبہ فحشا اور برائیوں میں کمی فرد اور معاشرے میں قیام امن اور سیکورٹی کی فراہمی کی ضامن بن سکتی اور بدامنی کے علل و اسباب کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

۱۲۔ دین کی یادگار علامتیں ابراہیمی ادیان کے مد نظر سیکورٹی اور امن و تحفظ کے مظاہر کے طور پر آسمانی ادیان میں سیکورٹی کی اہمیت کی عکاسی کرتی ہیں۔ ایک مقدس ترین مکان کی حیثیت سے خانہ کعبہ کو امن کی علامت قرار دیا گیا ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدىً لِلْعَالَمِينَ. فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِناً﴾[1].

---

[1] سورۃ آل عمران۔آیات ۹۶،۹۷

''بیشک سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ مکّہ میں ہے مبارک ہے اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ محفوظ ہو جائے گا۔''

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے جب اللہ تعالی کے حکم سے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اور اپنے اہل خانہ کو اس بیابان میں ٹھہرایا تو اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ اس دیار کو امن کی علامت قرار دے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ﴾[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۂ ابراہیم۔ آیت ۳۵

''اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے کہا کہ پروردگار اس شہر کو محفوظ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا۔''

یہ عظیم معنوی علامت ایک ایسی نعمت ہے جو اس علاقے کے لوگوں کی جاہلیت اور بدامنی کے بعد تمام انسانوں کو عطا کی گئی ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ﴾[1].

''کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے واسطے ایک محفوظ حرم بنا دیا ہے جس کے چاروں طرف لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا یہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کر دیتے ہیں۔''

۱۳۔ تمام ابراہیمی ادیان میں آسمانی تعلیمات کے ایک حصے کے طور پر حرمت اور حریم کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ عنکبوت۔ آیت ۶۷

دوسروں کی پرائیویسی کا خیال رکھنا اور ان کی خلوت گاہ میں بے جا مداخلت سے اجتناب انفرادی سیکورٹی اور سلامتی کا ایک ایسا اہم مصداق ہے جس کا تمام دینداروں کو خیال رکھنے اور اس مقدس حریم کی حفاظت کرنے نیز دوسروں کے امور میں تجسّس، اطلاع حاصل کرنے اور ان کے راز فاش کرنے سے اجتناب کا پابند بنایا گیا ہے۔ جو افراد دوسروں کے احترام کا (کہ جو پیغمبر اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق کعبے کے احترام سے بھی بالاتر ہے) خیال نہیں رکھتے ہیں اور افراد کی خلوت گاہ کی پاسداری نہیں کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں سزا اور عذاب مقرر کیا گیا ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ آپ نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ باایمان شخص وہ ہے جس سے دوسروں کی جانوں، اور مال کو کوئی نقصان نہ پہنچے[1]۔

---

[1]۔ نہج الفصاحہ

اسلام اور انفرادی سیکورٹی

زندگی کے حق کے بعد انسان کی انتہائی اہم ضرورت اور اس کے تکامل کے ایک اہم ذریعے کے طور پر سیکورٹی اور امن و سلامتی کی ضرورت اور اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی بھی لیگل سسٹم انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی سے بے اعتنائی نہ برتے بلکہ اس اہم موضوع کے بارے میں واضح اور اس کے ساتھ تناسب رکھنے والے قوانین پیش کرے۔

توحیدی ادیان نے سیکورٹی کو انسان کی ضروریات اور مطالبات میں سرفہرست قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَداً آمِناً وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللّهِ وَالْيَومِ الآخِرِ﴾[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۱۲۶

"اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم (علیہ السّلام) نے دعا کی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا شہر قرار دے دے اور اس کے ان اہلِ شہر کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔"

اللہ تعالی نے اپنے گھر خانہ کعبہ کو بھی تمام انسانوں کے لئے امن کی علامت قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدىً لِلْعَالَمِينَ- فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِناً﴾[1]۔

"بیشک سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ مکّہ میں ہے مبارک ہے اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں مقام ابراہیم علیہ السّلام ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ محفوظ ہو جائے گا۔"

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ آل عمران۔ آیات ۹۶،۹۷

شریعت اسلامیہ نے، کہ جس میں انسانوں کی تمام انفرادی اور اجتماعی ضروریات پوری کیے جانے کے بہترین اور سب سے زیادہ کارگر حل موجود ہیں اور اس نے انسانی زندگی سے متعلق تمام انفرادی، اجتماعی، ثقافتی، عدالتی اور سیاسی میدانوں اور ہر مکان اور ہر زمانے کے لیے احکام اور قوانین پیش کیے ہیں، ایک لیگل سسٹم کی حیثیت سے اس سلسلے میں بھی جامع قوانین اور احکام پیش کیے ہیں جن کا جائزہ لینے سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلام کے زاویۂ نگاہ میں انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں سیکورٹی کے مسلّم انسانی حق کی ادائیگی اور اس کی حفاظت کس قدر زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس جائزے سے سابقہ ادیان اور دوسرے لیگل سسٹمز میں بیان شدہ قوانین پر اسلامی قوانین کی برتری بھی آشکارا ہو جاتی ہے۔

اسلام کے زاویۂ نگاہ میں انسانوں کا سیکورٹی اور تحفظ کے حق سے ہمکنار ہونا حتی عدل سے، کہ جو شریعت اسلامیہ کا طرۂ امتیاز

ہے، ہمکنار ہونے سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عدل کی برقراری سیکورٹی اور امن کے قیام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

دین اسلام نے سیکورٹی اور تحفظ کو خداداد نعمت کے طور پر بیان کیا ہے:

﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَهُمْ حَرَماً آمِناً يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقاً مِن لَدُنَّا وَلكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ﴾[1]۔

"تو کیا ہم نے انہیں ایک محفوظ حرم پر قبضہ نہیں دیا ہے جس کی طرف ہر شے کے پھل ہماری دی ہوئی روزی کی بنا پر چلے آ رہے ہیں لیکن ان کی اکثریت سمجھتی ہی نہیں ہے۔"

اسلام نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کے ناتے اس کی کرامت اور عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی انفرادی سیکورٹی کی تاکید کی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے سیکورٹی

---

[1]۔ قرآن کریم۔ قصص۔ آیت ۵۷

اور تحفظ کو سب سے زیادہ اچھی نعمت، زندگی کی آسائش کا ذریعہ اور اسلامی حکومت کا مقصد قرار دیا ہے۔

اللہ تعالی نے ایمان لانے والوں اور نیک کردار افراد کو سلامتی اور امن کی خوشخبری ان الفاظ میں سنائی ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً...﴾[1]

"اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا۔۔"

---

[1] سورۃ نور۔ آیت ۵۵

قرآن کریم نے سیکورٹی اور امن کو صاحبان تقویٰ کے لئے سب بڑی اخروی جزا قرار دیا ہے اور وہ ابدی بہشت میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا جائے گا:

﴿ادْخُلُوهَا بِسَلاَمٍ آمِنِينَ﴾[1]۔

''تم ان باغات میں سلامتی اور حفاظت کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

اللہ تعالی کے کلام میں بارگاہ ربوبیّت کے مقربین کو دہری جزا دی جائے گی اور یہ جزا امن وسلامتی کے سوا کچھ اور نہیں ہوگی:

﴿وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلاَ أَوْلاَدُكُم بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَى إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَأُولئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ﴾[2]۔

''اور تمہارے اموال اور اولاد میں کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہیں ہماری بارگاہ میں قریب بنا سکے علاوہ ان کے جو ایمان لائے اور

---

[1] ۔ قرآن کریم۔ سورۃ حجر۔ آیت ۴۶

[2] ۔ قرآن کریم۔ سورۃ سبا۔ آیت ۳۷

انہوں نے نیک اعمال کئے تو ان کے لئے ان کے اعمال کا دہرا بدلہ دیا جائے گا اور وہ جھروکوں میں امن و امان کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔"

بلاشبہ اخروی امن و سلامتی کا انحصار اللہ تعالی کی اطاعت اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر ہے۔ جن لوگوں نے کفر والحاد کا راستہ اختیار کر لیا ہے وہ آخرت میں امن و سلامتی سے ہمکنار نہیں ہو سکیں گے[1]۔

اسلام کے زوایۂ نگاہ سے سیکورٹی اور تحفظ کا فقدان ظلم کی حکمرانی کی علامت ہے اور بدامنی کو معاشرے میں بدعنوانی، فساد اور خرابیاں پیدا کرنے کے سلسلے میں دشمنوں کا حربہ قرار دیا گیا ہے:

﴿وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لاَ يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾[2]۔

---

[1]۔ قرآن کریم ۔ سورہ فصّلت۔ آیت ۴۰

[2]۔ قرآن کریم۔ سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۵

”اور جب آپ کے پاس سے منہ پھیرتے ہیں تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کھیتیوں اور نسلوں کو برباد کرتے ہیں جب کہ خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے۔“

اسلامی قوانین میں معاشرے کے ہر فرد کی جان کی سیکورٹی اور اس کا تحفظ اللہ تعالی کی ایک خاص نعمت اور انسان کی ایک نمایاں ترین ضرورت شمار ہوتی ہے۔

سیکورٹی اور سلامتی کے سلسلے میں جو یورپ اور اسلام کے زاویۂ ہائے نگاہ کو ایک دوسرے سے جدا اور الگ کرتی ہے وہ انفرادی سیکورٹی کی بنیاد اور اس کے حدود کے سلسلے میں ان دونوں مکاتب کے درمیان پایا جانے والا بنیادی اختلاف ہے۔

شریعت اسلامیہ کے نزدیک انفرادی سیکورٹی صرف ایک سیاسی حق شمار نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک فطری حق کے طور پر اس کی بنیاد افراد اور حکومتی اہلکاروں کے دینی عقائد اور نظریات پر استوار ہے۔

یہ حق کسی قانون یا بین الاقوامی کنونشن کی منظوری کا نتیجہ نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات میں سیکورٹی کو مطلق نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ انفرادی سیکورٹی ایک نسبی امر ہے اور اس کے بنیادی معیارات میں سوشل سیکورٹی اور اجتماعی حقوق ، اخلاق حسنہ اور معاشرے کے لئے قابل قبول اقدار کی حفاظت شامل ہے۔

سیکورٹی اور ترقی وپیشرفت

ایک بنیادی حق کے طور پر سیکورٹی اور تحفظ کی اہمیت، انسان کی انفرادی اور اجتماعی سعادت میں اس کے اہم اور حساس کردار اور انفرادی، اجتماعی، اقتصادی، ثقافتی، سیاسی اور عدالتی شعبوں سمیت انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اس کے اثرات کو بنیاد قرار دے کر ہی انسان اپنے اس حق کی توسیع کے لئے کوشاں اور اس مقصد کے حصول کے لئے مشکلات اور سختیاں برداشت کرتے رہے ہیں۔

بلاشبہ سیکورٹی ایک شہری حق کے طور پر معاشرے کی اقتصادی، اجتماعی اور ثقافتی ترقی کی مضبوط بنیاد اور پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ سیکورٹی اور امن و امان کے ہوتے ہوئے ہی بالقوّۃ امکانات اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے اور انفرادی، اجتماعی حتی بین الاقوامی سطح پر انسانوں کے مادّی اور معنوی حقوق کے حصول کا راستہ ہموار ہوتا ہے جب کہ اس کا فقدان حقوق اور آزادیوں کے پھیلاؤ اور وسائل اور ذخائر سے فائدہ اٹھائے جانے نیز فرد اور معاشرے کی ترقی وپیشرفت اور بالیدگی کے سدراہ ہوتا ہے۔

درحقیقت سیکورٹی اور امن و امان کو اس کے مختلف پہلوؤں میں ہمہ گیر انفرادی اور اجتماعی ترقی و پیشرفت کا پیش خیمہ اور اس کی پیشگی شرط شمار کیا جاتا ہے۔ انسانی زندگی کی تاریخ کا جائزہ لینے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانے سے لے عصر حاضر تک سیکورٹی اور امن و امان انسانی زندگی میں ہمہ گیر ترقی و پیشرفت کا سرچشمہ رہا ہے اور سیکورٹی اور امن و امان کے بغیر کوئی بھی اہم واقعہ اور تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہے۔

خوف اور تشویش کو سیکورٹی کے فقدان کی علامت کے طور پر انسان کی امنگوں اور آئیڈیل مقاصد تک فرد اور معاشرے کی رسائی کے سدراہ سمجھا جاتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں سیکورٹی دوسرے معاشروں یا اپنی حکومتوں کے مقابلے میں تمام انسانوں کے لئے ایک چیلنج سمجھی جاتی رہی ہے۔

پولیٹیکل سائنسز کے بہت سے ماہرین سیکورٹی اور تحفظ کو انسان کی ترقی اور بالیدگی کا دوسرا بڑا عنصر تسلیم کرتے ہیں۔ انسانوں کی سعادت میں سیکورٹی کی اہمیت ہی اس بات کا سبب اور

محرک بنی ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کو انفرادی زندگی پر ترجیح دیں، حکومت کی تشکیل کا اہتمام کریں اور عدالتی نظام کے قیام کے ذریعے سیکورٹی میں خلل ڈالنے اور لوگوں کے حقوق اور آزادیوں کی توسیع کے سدراہ ہونے والے امور کی منظّم انداز میں روک تھام کریں تاکہ ثقافتی، سائنسی، اجتماعی، اقتصادی اور سیاسی ترقی کا راستہ ہموار ہوسکے۔

انفرادی سیکورٹی پر توجہ دینا سوشل سیکورٹی اور حکومت کے ساتھ تمام عوام کے تعاون کا نقطۂ آغاز ہے اور اس کا سیاست، سوشیالوجی اور نفسیات کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔

قرآن کریم نے ایک مثال بیان کرکے سیکورٹی اور امن وامان کو ترقی وپیشرفت کی بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾[1]

[1] قرآن کریم ـ سورہ نحل ـ آیت ۱۱۲

''اور اللہ نے اس قریہ کی بھی مثال بیان کی ہے جو محفوظ اور مطمئن تھا اور اس کا رزق ہر طرف سے باقاعدہ آرہا تھا لیکن اس قریے کے رہنے والوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو خدا نے انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھا دیا صرف ان کے اعمال کی بنا پر کہ جو وہ انجام دے رہے تھے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں ایک بے آب و گیاہ اور بنجر بیابان میں خانہ کعبہ کی تعمیر اور امن و امان کی بدولت اس سرزمین میں ترقی و آبادی انسانی ترقی و پیشرفت میں سیکورٹی اور امن و امان کے بہت زیادہ مؤثر ہونے کی علامت ہے[۱]۔ انسانوں کی مادّی اور معنوی ترقی و پیشرفت میں سیکورٹی اور امن و امان کا مؤثر ہونا مسلمانوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ غیر مسلم بھی اسلامی سرزمینوں میں اللہ تعالی کے برقرار کیے ہوئے امن و امان کے زیر سایہ اس نعمت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ البتہ قران کریم میں یہ بھی

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۲۵

صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ کفّار امن و امان اور سیکورٹی سے بہت کم فائدہ اٹھائیں گے[۱]۔

اس بات کی جانب توجہ رہنی چاہیے کہ سیکورٹی اور ترقی کے ایک دوسرے پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سیکورٹی معاشرے کے افراد کی آسائش، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی ترقی نیز معنوی اور اخلاقی اقدار کی حکمرانی اور اعلی مقاصد تک انسان کی رسائی کا ذریعہ شمار ہوتی ہے۔ سیکورٹی اور تحفظ کے بغیر ترقی و پیشرفت ممکن ہی نہیں ہے۔ دوسری جانب اقتصادی، ثقافتی اور دوسرے میدانوں میں پسماندگی سے بدامنی پیدا ہوتی اور امن و امان کی صورتحال خراب ہوجاتی ہے۔ افراد کی جسمانی اور نفسیاتی سلامتی کے شعبے میں پسماندگی، غربت، غیر صحتمند اقتصاد کی حکمرانی، معاشرے کے بعض خاص افراد کے ہاتھوں میں دولت کا جمع ہو کر رہ جانا اور پسماندگی کے دوسرے مظاہر بجائے خود انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں بدامنی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۲۶

شریعت اسلامیہ نے معاشرے میں امن و امان کے قیام کے مقصد سے زکواۃ، خمس، کفّارات اور صدقات جیسے مناسب مالی طریقوں کے ذریعے معاشرے میں دولت کی مساوی تقسیم، باوقار کام کے ذریعے دولت حاصل کرنے اور کام پر توجہ دینے، مباح اور جائز پیشوں کے ذریعے مال و دولت کے حصول کی تاکید اور رشوت، سود، احتکار، خورد برد اور ساز باز جیسے حرام کاموں کے ذریعے دولت حاصل کرنے کی ممانعت کی ہے۔اس اصول پر عملدرآمد کے ذریعے بدامنی کے اسباب کا خاتمہ اور مختلف میدانوں میں زیادہ سے زیادہ ترقی کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نزدیک ہے کہ غربت انسان کو کفر تک پہنچا دے۔ غربت پسماندگی کی علامت ہے۔

امن و امان اور ترقی کے باہمی گہرے اور قریبی تعلق کا ہی یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ امن و امان کی صورت میں انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں اور کوششوں میں نکھار پیدا ہوتا ہے، ان میں ترقی و

پیشرفت ہوتی ہے اور انسانی حیات کے تمام میدانوں میں یہ دونوں عناصر ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں۔

معنوی سیکورٹی کی فراہمی کے ذرائع

شریعت اسلامیہ میں ایک اسلامی معاشرے کے تمام افراد کے لیے معنوی سلامتی کی فراہمی کے ذرائع کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کریم نے معنوی سلامتی کے درج ذیل ذرائع کا ذکر کیا ہے:

ا۔ اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا:

قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انسان ہر طرح کی بدامنی اور خوف و حزن سے محفوظ ہو جاتا ہے:

﴿بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۱۱۲

"جو شخص اپنا رخ خدا کی طرف کر دے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے پروردگار کے یہاں اجر ہے اور نہ کوئی خوف ہے نہ حزن۔"

۲۔ اللہ تعالی پر ایمان:

انسان کے لے روحانی اور معنوی سیکورٹی اور سلامتی، کہ جس کی جانب بین الاقوامی دستاویزات میں کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے، کی فراہمی کا اہم ترین ذریعہ اللہ تعالی پر ایمان ہے۔ قرآن کریم میں اس سلسلے فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۶۲

"جو لوگ ایمان لائے وہ یا یہودی، نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں ان میں سے جو واقعی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے پروردگار کے یہاں اجر و ثواب ہے اور کوئی حزن وخوف نہیں ہے۔"

اللہ تعالی نے ایمان لانے والوں سے امن و آسائش کا وعدہ کیا ہے۔اس نے فرمایا ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً﴾[1].

"اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۂ نور۔ آیت ۵۵

گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا۔)

اللہ تعالی پر ایمان، معنوی سلامتی کی فراہمی اور امن کے قیام کے سلسلے میں سب سے زیادہ مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

۳۔ توحید اور خدائے واحد کی عبادت:

قرآن کریم میں ان لوگوں کے ساتھ امن اور سکون کا وعدہ کیا گیا ہے جن کے عقیدۂ توحید میں انحراف اور کجی نہ ہو اور جن کا ایمان شرک کے ساتھ آلودہ نہ ہو:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُوْلَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُهْتَدُونَ﴾[1]۔

''جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان ہی کے لئے امن و سکون ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ انعام۔ آیت ۸۲

۴۔ قیامت پر ایمان:

قیامت کے دن پر تہہ دل سے ایمان لانا انسان کی زندگی میں معنوی امن و سکون کا باعث بنتا ہے کیونکہ انسان کو اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ اس کے اعمال قیامت میں اس کے ساتھ ہوں گے۔ یہ عقیدہ اس کی زندگی کو با مقصد بنا دیتا ہے اور کائنات اور عالم وجود کے بارے میں بد گمانی اور بے مقصدیت میں مانع ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں آخرت کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾[1]

''اور ہمیشہ رہنے کا گھر صرف آخرت کا گھر ہے۔''

معاد اور آخرت کی یہ توصیف ایک مطمئن اور محفوظ مقام کے بارے میں امید کا سبب ہے اور جو شخص بھی آخرت پر ایمان

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ مومن۔ آیت ۳۹

رکھتا ہے اس کو تشویش اور اضطراب لاحق نہیں ہوتا ہے اور وہ آرام وسکون کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔

۵۔ نیک اعمال کی انجام دہی:

قرآن کریم میں ان لوگوں کے ساتھ امن و سلامتی کا وعدہ کیا گیا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کی بشارت اور انذار کے نتیجے میں ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال انجام دیئے۔

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[۱]۔

''اور ہم تو مرسلین کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں اس کے بعد جو ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرلے اس کے لئے نہ خوف ہے اور نہ حزن۔''

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۃ انعام۔ آیت ۴۸

۶۔ تقویٰ اور پرہیزگاری:

تقویٰ اور پرہیزگاری کے معنی اللہ تعالیٰ کے اوامر کی نافرمانی سے اجتناب اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے جانے والے اس کے فرامین پر عملدرآمد کے ہیں۔ تقویٰ معنوی سلامتی کے سلب ہونے اور انسان پر خوف اور حزن کے مسلط ہونے کے سد راہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[1]۔

''اے اولاد آدم جب بھی تم میں سے ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آئیں گے اور ہماری آیتوں کو بیان کریں گے تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرلے گا اس کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوگا۔''

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ اعراف۔ آیت ۳۵

اللہ تعالی نے صاحبان تقوی کے لئے ایک محفوظ مقام قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ﴾[۱].

''بیشک وہ صاحبانِ تقویٰ محفوظ مقام پر ہوں گے''

۷۔ اللہ تعالی کی اطاعت:

اللہ تعالی کی ہدایت کی پیروی بھی انسانوں کی معنوی سلامتی اور امن وسکون کا ایک ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں امن کے اس بنیادی ذریعے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدىً فَمَنْ تَبعَ هُدَايَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[۲].

''پھر جب ہماری طرف سے ہدایت آ جائے تو جو بھی اس کا اتباع کرلے گا اس کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن۔''

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۂ دخان۔ آیت ۵۱

[۲]۔ قرآن کریم۔ سورۂ بقرہ۔ آیت ۳۸

۸۔ اللہ تعالی کو دوست رکھنا:

انسانوں کی معنوی اور روحانی سلامتی اور امن وسکون کا ایک اہم سبب اللہ تعالی کو دوست رکھنا ہے۔ قرآن کریم نے اللہ تعالی کو دوست رکھنے کا نتیجہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[1]۔

"آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ کو دوست رکھتے ہیں ان پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ محزون اور رنجیدہ ہوتے ہیں۔"

۹۔ خلوص پر مبنی انفاق:

قرآن کریم میں راہ خدا میں خلوص پر مبنی اور ریاکاری سے پاک انفاق کا نتیجہ خوف سے نجات اور امن کو قرار دیا گیا ہے:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ثُمَّ لاَ يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنّاً وَلاَ أَذىً لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِم وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ یونس۔ آیت ۶۲

''جو لوگ راہِ خدا میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اور اس کے بعد احسان نہیں جتاتے اور اذّیت بھی نہیں دیتے ان کے لئے پروردگار کے یہاں اجر بھی ہے اور نہ کوئی خوف ہے نہ حزن۔''[1]

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۲۶۲

انفرادی سیکورٹی کو لاحق خطرات

انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کو دو اطراف سے خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ ایک جانب بعض افراد اور گروہ دوسروں کی سیکورٹی اور سلامتی کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ دوسری طرف سے حکومت معاشرے کے افراد کی انفرادی سیکورٹی کے سد راہ ہو کر ان کے لئے مشکلات کھڑی کر سکتی ہے۔

قرآن کریم نے طاغوتی حکومت کو حکومت کی جانب سے افراد کی سیکورٹی کے لئے خطرے کی علامت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلاَ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾[۱]۔

"فرعون نے روئے زمین پر سرکشی کی اور اس نے اہلِ زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروہ کو بالکل کمزور بنا دیا۔ وہ

۱۔ قرآن کریم۔ سورۃ قصص۔ آیت ۴

لڑکوں کو ذبح کر دیا کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رکھا کرتا تھا۔ وہ یقیناً مفسدین میں سے تھا۔"

انفرادی سیکورٹی کو لاحق خطرات کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

الف۔ جسمانی خطرات:

جب کسی انسان کی جسمانی سالمیت پر حملہ ہو تو اس کی جان کی سیکورٹی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں اسے درد والم اور جسمانی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں اور اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

ب۔ اقتصادی خطرات:

ملکیت کا حق اور جائز اور قانونی آمدنی کے حصول کا حق انفرادی سیکورٹی کا ایک مصداق شمار ہوتا ہے۔ جب بھی افراد کے مال و دولت کو دوسرے لوگ یا حکومت اپنے قبضے میں لے لیں یا ان کے ضائع ہونے کا خطرہ لاحق ہو جائے یا افراد کو جائز آمدنی کے ذرائع

سے محروم کردیا جائے تو ان تمام صورتوں میں ان کی انفرادی سیکورٹی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

ج۔ شہری حقوق کو لاحق خطرات:

افراد کے بنیادی اور شہری حقوق اور آزادیوں کی روک تھام اور افراد کو حبس اور قید کرنے سمیت ان پر بے جا پابندیاں لگانا اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا انفرادی سیکورٹی کو سلب کیا جانا شمار ہوتا ہے۔

د۔ افراد کی آبرو اور حیثیت کو لاحق خطرات:

انسان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کی ہتک کیے جانے سے اس کی معنوی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور یہ چیز اس کی نفسیاتی پریشانی اور توہین کا سبب بنتی ہے۔

شریعت اسلامیہ میں انسانوں کی عزت و آبرو اسی طرح اہمیت کی حامل ہے جس طرح ان کی جان اور زندگی۔ یہی وجہ ہے کہ

انسان کی جان کی سیکورٹی اور اس کی عزت و حیثیت کی سیکورٹی کی اہمیت مساوی ہے۔

قرآن کریم نے درج ذیل امور کو انفرادی سیکورٹی کے لئے خطرہ قرار دیا ہے:

۱۔ دوسروں پر ظلم و ستم کی ترویج: افراد کا دوسروں پر ظلم و ستم کے گناہ میں آلودہ ہونا بدامنی پیدا ہونے کا سبب ہے اور اس سے اجتناب، فرد کی آسائش اور سیکورٹی کا ضامن اور اس کی سعادت کا باعث ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُوْلَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾[۱]۔

"جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان ہی کے لئے امن و سکون ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۃ انعام۔ آیت ۸۲

۲۔ دوسروں کے حقوق پر حملہ: دوسروں کے حقوق اور ان کی پرائیویسی پر حملہ انفرادی اور اجتماعی بدامنی کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ دوسروں کی پرائیویسی میں بے جامداخلت، ان کی ہتک عزت، تہمت، الزام، غیبت، افراد کے ذاتی امور میں تجسّس اور لوگوں کا مذاق اڑانا دوسروں کے حقوق پر حملہ شمار ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں انسانوں کو ان امور سے منع کیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ يَسْخَرْ قَوْمٌ مِن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِنْهُمْ وَلاَ نِسَاءٌ مِن نِسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِنْهُنَّ وَلاَ تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلاَ تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمانِ وَمَن لَمْ يَتُبْ فَأُولئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ يَغْتَب بَعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾[1].

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ حجرات۔ آیات ۱۲،۱۱

''ایمان والو خبردار کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے کہ شاید وہ اس سے بہتر ہو اور عورتوں کی بھی کوئی جماعت دوسری جماعت کا مسخرہ نہ کرے کہ شاید وہی عورتیں ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے بھی نہ دینا اور بُرے بُرے القاب سے یاد بھی نہ کرنا کہ ایمان کے بعد بدکاری کا نام ہی بہت بُرا ہے اور جو شخص بھی توبہ نہ کرے تو سمجھو کہ یہی لوگ درحقیقت ظالمین ہیں۔ ایمان والو اکثر گمانوں سے اجتناب کرو کہ بعض گمان گناہ کا درجہ رکھتے ہیں اور خبردار ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کرو کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یقیناً تم اسے بُرا سمجھوگے تو اللہ سے ڈرو کہ بیشک اللہ بہت بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے''.

۳۔ آزادیوں سے ناجائز فائدہ اٹھانا: بلاشبہ کسی کو بھی آزادی اور شہری حقوق لامتناہی اور غیر مشروط طور پر حاصل نہیں ہیں۔ بعض حقوق اور آزادیوں کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ جب آزادی اور

حقوق کا استعمال دوسروں کے حقوق یا مفاد عامہ کے ضائع ہونے کا سبب ہو یا اس سے عمومی اخلاق کو نقصان پہنچتا ہو تو آزادی کے حق کو محدود کر دیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ اپنے حق کو ہر صورت میں اور ہر قیمت پر استعمال کیا جائے۔

بعض حقوق اور آزادیوں کو محدود نہیں کیا جاسکتا ہے ان کو محدود کرنا معقول اور ممکن نہیں ہے۔ حقوق اور آزادیوں میں عقیدے کی آزادی ایک ایسا حق ہے جس کو محدود نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہر انسان بغیر کسی زبردستی اور جبر کے اپنے لئے عقیدہ اور مذہب اختیار کر سکتا ہے اور کسی بھی فرد اور حکومت کو اسے کسی خاص عقیدہ کے انتخاب پر مجبور کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس حقیقت کو قرآن کریم میں بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۲۵۶

اس کے برخلاف اظہار رائے کی آزادی کے حق کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ جب کسی عقیدے کا اظہار افراد یا معاشرے میں انحراف پیدا ہونے کا سبب بنے تو اس نظریئے کے اظہار پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

آزادی اظہار کے حق کے استعمال کے ذریعے لوگوں کو حقائق سے آگاہ اور رائے عامہ ہموار کرنا جائز ہے اور شریعت اسلامیہ نے اس کی تاکید کی ہے لیکن اس حق کا غلط استعمال اور اس حق کے ذریعے لوگوں کے افکار و نظریات اور عقائد خراب کرنا ممنوع اور سزا کا موجب ہے۔

شریعت اسلامیہ نے آزادی اظہار اور اخبار و اطلاعات لوگوں تک پہنچانے کے نام پر دوسروں کے راز فاش کرنے کو انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے اور صاحبان ایمان کو اس غلط اقدام سے منع کیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُم مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُم

خَرَجْتُمْ جِهَاداً فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾[1]۔

"ایمان والو خبردار میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بنانا کہ تم ان کی طرف دوستی کی پیش کش کرو جب کہ انہوں نے اس حق کا انکار کر دیا ہے جو تمہارے پاس آ چکا ہے اور وہ رسول کو اور تم کو صرف اس بات پر نکال رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار (اللہ) پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم واقعاً ہماری راہ میں جہاد اور ہماری مرضی کی تلاش میں گھر سے نکلے ہو تو ان سے خفیہ دوستی کس طرح کر رہے ہو جب کہ میں تمہارے ظاہر و باطن سب کو جانتا ہوں اور جو بھی تم میں سے ایسا اقدام کرے گا وہ یقیناً سیدھے راستہ سے بہک گیا ہے۔"

ایسے حقائق کو منظر عام پر لانا جن کا تعلق دوسرے افراد کے ذاتی امور سے ہو اور معاشرے کی ایسی خفیہ معلومات اغیار تک

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ ممتحنہ۔ آیت ۱

پہنچانا، کہ جو افراد اور معاشرے کی روحانی اور معنوی سیکورٹی میں خلل ڈالنے کا موجب ہوں، اسلام کے نزدیک حرام اور ممنوع ہے خاص طور پر جب ایسا کرنا جاسوسی کے زمرے میں آتا ہو۔

قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ دوسروں سے ہر طرح کی بات فورا بیان کردینا منافقین کی خصلت ہے:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاَتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلاً﴾[1]۔

"اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی خبر آتی ہے تو فورا نشر کر دیتے ہیں حالانکہ اگر رسول اور صاحبانِ امر کی طرف پلٹا دیتے تو ان سے استفادہ کرنے والے حقیقت حال کا علم پیدا کر لیتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو چند افراد کے علاوہ سب شیطان کا اتباع کر لیتے۔"

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ نساء۔ آیت ۸۳

۴۔ بدعنوانی اور برائیوں کی ترویج: انفرادی اور اجتماعی امن و سکون میں خلل اور بدامنی کا ایک سبب اقتصادی بدعنوانی، ثقافتی بگاڑ اور افراد کی زندگی میں طرح طرح کی برائیاں ہیں۔ فحشاء کی ترویج، منشیات کی عادت کا عام ہونا، غربت اور تنگدستی کا پھیلنا اور سود اور احتکار جیسے اقتصادی انحرافات برائی اور بدعنوانی کے مصادیق شمار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی نے انسانوں کو معاشرے میں بدعنوانی اور برائی پھیلانے سے منع فرمایا ہے:

﴿وَلاَ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفاً وَطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾[۱]۔

"اور خبردار زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پیدا کرنا اور خدا سے ڈرتے ڈرتے اور امیدوار بن کر دعا کرو کہ اس کی رحمت صاحبانِ حسنِ عمل سے قریب تر ہے۔"

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۃ اعراف۔ آیت ۵۶

شریعت اسلامیہ نے بدامنی کی جڑ کے طور پر فساد کا قلع قمع کرنے کے مقصد سے مفسدین اور فتنہ پھیلانے والوں کے لئے سخت سزائیں قرار دی ہیں۔ قرآن کریم میں اس سلسلے میں آیا ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِنْ خِلاَفٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾[1]۔

”بس خدا و رسول سے جنگ کرنے والے اور زمین میں فساد کرنے والوں کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پیر مختلف سمت سے قطع کر دیئے جائیں یا انہیں ارضِ وطن سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے“

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۳۳

انفرادی سیکورٹی کے دفاع کے طریقہ ہائے کار

اس سے قبل ہم انفرادی سیکورٹی کو لاحق خطرات کی جانب اشارہ کر چکے ہیں۔ انفرادی سیکورٹی کے دفاع کا بہترین طریقہ انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں بدامنی کے تمام علل و اسباب کا قلع قمع کرنے سے عبارت ہے۔

اسلام کی حیات بخش تعلیمات میں ایسے بہت سے اوامر و نواہی موجود ہیں جن پر عملدرآمد کے نتیجے میں انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی میں خلل کی روک تھام کی جا سکتی ہے، نفسیاتی اور فکری سیکورٹی میں عدم استحکام کا خاتمہ اور لوگوں کے انفرادی اور اجتماعی تعلقات میں خلفشار کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

اسلام نے سیکورٹی کی فراہمی کے لئے جو طریقہ ہائے کار پیش کئے ہیں ان کے مختلف اور گوناگوں پہلو ہیں۔ ان سے ایک جانب معاشرے میں بدامنی کے مظاہر کا ٹھوس انداز میں مقابلہ ہوتا ہے۔ اسلام کے فوجداری قوانین پر عملدرآمد کے ذریعے انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی میں خلل ڈالنے اور بدامنی پھیلانے والوں کو سخت

سزائیں دی جاتی ہیں تو دوسری جانب بنیادی اقدامات انجام دے کر معاشرے میں بدامنی اور عدم استحکام کے علل واسباب کا خاتمہ کردیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں معنوی طریقہ ہائے کار کی اہمیت اور ان کا اثر دوسرے جسمانی طریقہ ہائے کار سے بڑھ کر ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں بیان شدہ تدابیر کو دوسرے لیگل سسٹمز خصوصا یورپ کے لیگل سسٹم پر دو بنیادی امور کی وجہ سے برتری حاصل ہے۔ جن میں سے ایک بدامنی کے پیدا ہونے اور پھیلنے کی روک تھام کی تاکید ہے اور دوسرا امر اخلاقی ، معنوی ، اعتقادی اور تربیتی معیارات پر سیکورٹی اور سلامتی کے دفاع کے طریقہ ہائے کار کا تعین ہے۔ اس کے اثرات یقینا تمام انفرادی اور اجتماعی امور میں سیکورٹی اور سلامتی کی بنیادیں مضبوط اور گہری ہونے کی صورت میں مرتب ہوتے ہیں۔

اب ہم ان میں سے بعض طریقہ ہائے کار اور تدابیر کا ذکر کرتے ہیں:

ا۔ دینداری کی تقویت:

بلاشبہ ہر طرح کی بدامنی کا مقابلہ کرنے کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ انسانوں کے دینی عقائد اور ایمان کی تقویت اور پروردگار متعال کے ساتھ ان کے رابطے کا مستحکم کیا جانا ہے۔

خالق کائنات پر انسان کے ایمان کا نتیجہ ہمہ گیر اور پائیدار امن اور سیکورٹی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے جب کہ فیض کے اس سرچشمے سے رابطے کا منقطع کیا جانا بدامنی اور کشیدگی کا سبب بنتا ہے جو کہ سیکورٹی کی تمام اقسام کے سد راہ ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں بار بار بدامنی کے خوف اور تشویش کے خاتمے کے سلسلے میں اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان کے کردار کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اپنا دل اللہ تعالی کے سپرد کرنے اور اس کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو بدامنی سے متعلق انسان اور معاشرے کی تشویش اور خوف کے خاتمے اور تحفظ اور سیکورٹی کے احساس کا موجب قرار دیا گیا ہے[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم ـ سورۂ مائدہ۔ آیت ۶۹۔ سورۂ بقرہ ـ آیت ۱۱۲۔ سورہ یونس ـ آیت

تقوی اور پرہیزگاری نیز نیک اعمال کی انجام دہی بھی انفرادی سیکورٹی کی فراہمی اور اس کی بقاء کے اہم ذرائع شمار ہوتے ہیں[1]۔

۲-اخلاقی بنیادوں کی تقویت:

اخلاق خصوصا ایسے اخلاقی معیارات کو، کہ جن کا سرچشمہ تعلیمات الٰہیہ ہوں، انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کی برقراری کا مؤثر ترین ذریعہ شمار کیا جاسکتا ہے کیونکہ معاشرے میں اخلاقی اقدار کی حکمرانی سے افراد کی ذاتی زندگی میں ناہمواریوں، بدامنی اور عدم تحفظ کی روک تھام ہوتی ہے۔

معاشرے میں برائیوں اور فحشا کی ترویج اور اخلاقی انحطاط بدامنی پھیلنے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اخلاقی انحطاط انفرادی، اجتماعی، بین الاقوامی، اقتصادی، سیاسی اور دوسرے تمام میدانوں میں سیکورٹی کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ بنابریں معاشرے میں اخلاقی

۶۲۔ سورہ احقاف ۔آیت ۱۳

[1]۔ قرآن کریم۔ سورہ انعام ۔آیت ۴۸۔ سورہ اعراف ۔آیت ۳۵

برائیوں کا مسلسل مقابلہ مختلف میدانوں میں سیکورٹی کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں مکارم اخلاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

" دنیا کا انجام اچھے اخلاق اور حسن خلق کی جانب ہے اور دین میں سب سے زیادہ لطیف چیز اچھا اخلاق ہے۔ اعمال کے ترازو میں سب سے زیادہ وزنی عمل اچھا اخلاق ہے۔ برا اخلاق اعمال کو اسی طرح تباہ کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ بد اخلاق انسان اگر بلند درجات بھی حاصل کر لے تب بھی اس کی بازگشت ذلت اور پستی کی جانب ہی ہوتی ہے[1] " ۔

انسان کو مکارم اخلاق کی اس حد تک ضرورت ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

---

[1]۔ بحار الانوار۔ جلد ۶۸۔ صفحہ ۳۹۳

" اگر اللہ تعالی کا بندہ جان لیتا کہ نیک اخلاق میں کیا فوائد اور نتائج پوشیدہ ہیں تو اسے پتہ چل جاتا کہ اسے اچھے اخلاق کی ضرورت ہے[۱] "

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں آیا ہے کہ آپ ہمیشہ الٰہی میں یہ دعا کرتے تھے:

"خدایا مجھے برے اخلاق سے بچا کر رکھ[۲] "

پیغمبر اکرم ﷺ کے فرامین میں اچھے اخلاق کے نتیجے میں معاشرے کو حاصل ہونے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

- معاشرے میں دوستی اور محبت کی تقویت[۳]
- افراد کے درمیان الفت واتحاد[۴]

---

[۱]۔ بحار الانوار۔ جلد ۱۰ ۔ صفحہ ۱۳۶۹

[۲]۔ احیاء العلوم ۔ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷۹

[۳]۔ تحف العقول ص ۴۸

[۴]۔ بحار ۔ جلد ۷۴۔ صفحہ ۱۴۹۔ سفینۃ البحار ۔ جلد ۱۔ صفحہ ۴۱۰

- لوگوں کے درمیان دشمنی اور کینے کا خاتمہ[1]
- درجہ ومقام کی بلندی[2]

رسول اکرم ﷺ کے درج ذیل فرمان میں اخلاق کی اہمیت اور اس کے اثرات زیادہ نمایاں اور آشکار ہیں:

" میں اچھے اور پسندیدہ اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مبعوث ہوا ہوں[3]"

۳- فرض شناسی کی تقویت:

شریعت اسلامیہ کا ایک امتیاز انسان کو فرض شناسی کی تربیت دینا ہے۔ دین اور خدائی تعلیمات کی بنیاد پر استوار معاشرے میں تمام افراد معاشرے کی سیکورٹی اور سلامتی کے تحفظ کے پابند ہیں۔ جس کے نتیجے میں ان پر معاشرے کے ہر شخص کی انفرادی سیکورٹی اور سلامتی کے تحفظ کے سلسلے میں بعض ذمے داریاں عائد ہوتی

---

[1]۔ تحف العقول۔ صفحہ ۴۸

[2]۔ بحار الانوار جلد ۷۵ صفحہ ۵۳

[3]۔ سنن بیہقی ـ جلد ۱ ـ صفحہ ۱۹۲، سفینۃ البحار ـ جلد ۱ صفحہ ۴۱۰

ہیں۔ ان ذمے داریوں کا پورا کیا جانا انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کی پائیداری کا موجب بنتا ہے اور ان ذمے داریوں سے غفلت معاشرے کے تمام افراد کے عدم تحفظ کا سبب ہوتا ہے۔

اسلام کے زاویۂ نگاہ کے مطابق تمام انسان جب تشخیص اور تمیز کی قدرت حاصل کر لیتے اور سنّ بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں تو ان پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ احکام الٰہیہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی میں سنجیدگی سے کام لیں، ان کے بارے میں غفلت نہ برتیں اور اپنے فرائض تسلسل کے ساتھ انجام دیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے فرائض مستقل طور پر ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

" اپنے فرائض پر مکمل عمل کرو کیونکہ جب تم سست ہو جاتے ہو تو خدا بھی تمہارے بارے میں سست رویہ اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالی کے نزدیک بہترین کام وہ ہوتا ہے جسے مستقل طور پر انجام دیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو[1]"

---

[1]۔ نہج الفصاحۃ صفحہ ۸۵

یہ بات یقینی ہے کہ اگر معاشرے کے تمام افراد امن وامان کی حفاظت کے لئے اپنے فرائض پر عمل کرنے کی کوشش اور بدامنی پیدا کرنے والے امور کی روک تھام کریں تو کوئی بھی فرد عدم تحفظ کے احساس کا شکار نہیں ہوگا۔

۴ ۔ انسانی تعلقات کی اصلاح اور ان کی تقویت:

بلاشبہ تمام میدانوں میں سیکورٹی کی برقراری کا لازمی نتیجہ معاشرے کے افراد کی باہمی دشمنی اور کینے کے خاتمے اور معاشرے میں قیام امن اور صحتمند انسانی تعلقات کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ معاشرے کے افراد کے باہمی تعلقات میں جس قدر زیادہ خلوص اور صداقت ہوگی اسی قدر معاشرے میں تحفظ کا احساس بھی زیادہ اور نمایاں ہوگا۔

مسلمانوں کا ایک فرض اور ذمہ داری اصلاح ذات البین یعنی معاشرے کے افراد کے درمیان صلح وآشتی کرانا ہے۔

فطری بات ہے کہ اجتماعی زندگی میں بعض اوقات افراد کے درمیان اختلافات پیدا ہوجاتے ہیں جن کا باقی رہنا انفرادی اور

اجتماعی سیکورٹی اور امن میں خلل کا موجب بن سکتا ہے۔اس طرح کے واقعے کی روک تھام کے لئے اللہ تعالی نے تمام صاحبان ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ افراد کے باہمی تعلقات کی اصلاح کی کوشش کریں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[1]۔

"مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ شاید تم پر رحم کیا جائے۔"

قرآن کریم میں انسانی تعلقات کی تقویت کے مقصد سے انسانوں کے درمیان اصلاح کی صراحت کے ساتھ تاکید کی گئی ہے[2]۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین میں بھی اشخاص کے درمیان صلح کرانے کو بہترین عمل سے تعبیر کیا گیا ہے:

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ حجرات۔ آیت ۱۰

[2]۔ آثار الصادقین۔ جلد ۱۱۔ صفحہ ۵۳

" جو شخص دو افراد کے درمیان صلح کرانے کے لئے قدم اٹھاتا ہے فرشتے اس کی واپسی تک اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور اس کو شب قدر کے اعمال کے مساوی ثواب دیا جاتا ہے اور جو شخص دو افراد کے تعلقات توڑنے کا اقدام انجام دیتا ہے اس کا گناہ اس شخص کے ثواب کے مساوی ہوتا ہے جو دو افراد کے درمیان صلح کراتا ہے۔اس شخص پر اللہ تعالی کی لعنت لکھی جاتی ہے اور جب وہ برزخ میں داخل ہوتا ہے تو اس کے عذاب میں اضافہ ہو جاتا ہے[1]"

دو افراد کے درمیان صلح کرانے کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اسے سب سے اچھا صدقہ[2] اور نماز و روزے جیسے فرائض سے افضل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

" کیا میں تم کو اس عمل کے بارے میں بتاؤں جو نماز، روزے اور صدقے سے افضل ہے؟ (اصحاب نے) عرض کیا جی ہاں۔آپ

---

[1]۔ آثار الصادقین۔ جلد ۱۱ صفحہ ۵۳

[2]۔ محجۃ البیضاء ۔جلد ۳۔ صفحہ ۳۷۳

نے فرمایا کہ وہ عمل دو افراد کے درمیان صلح کرانا ہے کیونکہ لوگوں کا باہمی اختلاف اور فساد دین کی نابودی کا سبب بنتا ہے[۱]"

اسلامی تعلیمات میں "سلام" کو دوسروں کے لئے جارحیت سے محفوظ ہونے کا اعلان اور انسانوں کے درمیان امن و دوستی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ایمان لانے والوں کو سلام کیا کریں۔

﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءاً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[۲]۔

''اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہئے السلام علیکم۔ تمہارے پرودگار نے اپنے اوپر رحمت لازم قرار دے لی ہے کہ تم میں جو بھی از روئے جہالت

---

[۱]۔ نہج الفصاحۃ۔ صفحہ ۸۶

[۲]۔ قرآن کریم۔ سورۃ انعام۔ آیت ۵۴

برائی کرے گا اور اس کے بعد توبہ کرکے اپنی اصلاح کر لے گا تو خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک دوسرے کو سلام کرنے کی اہمیت اور اس کی ترویج کے آثار کے بارے میں فرمایا ہے:

" کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمھاری رہنمائی ایک ایسے امر کی جانب کروں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو ایک دوسرے کے دوست بن جاؤ؟ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہا کرو[1]"

۵۔ اسلامی قوانین پر صحیح عملدرآمد کی نگرانی:

انفرادی سیکورٹی کی فراہمی کا ایک اہم ذریعہ معاشرے میں اسلامی قوانین پر صحیح طور پر عملدرآمد سے عبارت ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے انسان کو بعض حقوق اور آزادیوں کے عوض بعض انفرادی اور اجتماعی فرائض اور ذمہ داریوں کا پابند بھی بنایا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم ۔ جلد ا صفحہ ۷۴

واضح سی بات ہے کہ اگر معاشرے کے تمام افراد اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں ادا کریں تو اجتماعی کشیدگی اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہونے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا اور اعتماد اور تحفظ کا احساس اس کی جگہ لے لے گا۔

حکومت کی جانب سے اجتماعی قوانین اور سسٹمز کے نفاذ کی نگرانی اور ان کے نفاذ کے لئےضروری اقدامات کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ اسلام میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے جب معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

" اے معاذ لوگوں کو اللہ کی کتاب کی تعلیم دینا، ان کو اچھے اخلاق سکھانا، ان کو ان کے مقام پر رکھنا چاہے وہ اچھے ہوں یا برے، ان کے بارے میں خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا، اللہ تعالی کے فرمان اور اس کے مال کے سلسلے میں کسی سے بھی خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ اختیار تمہارے پاس نہیں ہے اور مال بھی تمہارا نہیں ہے۔لوگوں کی امانت تھوڑی ہو یا زیادہ واپس پلٹا

دینا۔ لوگوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ پیش آنا۔ البتہ حق کے معاملے میں نرمی نہ برتنا کیونکہ نادان لوگ کہیں گے کہ تم نے خدا کے حق کو ترک کر دیا۔ سلام کو ظاہر کرنا چاہے سامنے والا شخص چھوٹا ہو یا بڑا[۱]"

البتہ ضروری ہے کہ اسلامی حکومت کے عہدیدار حکومت کی نگرانی اور کنٹرول کو مؤثر بنانے کے لئے تقوے کی پابندی، سچ بولنے، عہد کو پورا کرنے، امانت واپس لوٹانے، خیانت نہ کرنے، نرمی کے ساتھ بات کرنے، سلام کرنے اور اچھا رویہ اختیار کرنے پر مبنی رسول اکرم ﷺ کے فرامین پر عمل کریں۔

۶۔ جائز شہری آزادیوں کا خیال رکھنا:

انفرادی سیکورٹی کے تحفظ کا انحصار معاشرے کے تمام افراد کی جائز شہری آزادیوں اور حقوق کا خیال رکھے جانے پر ہے۔ جب تک انسانوں کو اپنے فطری حقوق حاصل نہیں ہوں گے یا ان کو اپنے

---

[۱]۔ تحف العقول۔ صفحہ ۲۸

مسلّم حقوق کے حصول کے لئے غیر معمولی اور غیر ضروری پابندیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اس وقت تک ان کو تحفظ کا احساس نہیں ہو سکتا ہے۔

افراد کی پرائیویسی کا ، کہ جس میں رہائش گاہ ، اطّلاعات ، تعلقات، خاندانی اور نفسیاتی حریم شامل ہے، نیز دوسروں کے حملے اور جارحیت سے انسانوں کی حیات اور زندگی کی حفاظت ، عقیدے اور نظریئے کی آزادی ، معیشت کا حق اور زندگی کی بقاء کے مقصد سے ضروریات زندگی سے ہمکنار ہونے کا حق معاشرے کے افراد کی عزت و حیثیت اور آبرو اور ان کے دوسرے سول اور شہری حقوق کا انسانوں کی انفرادی سیکورٹی کے ساتھ براہ راست تعلق ہے۔ اسلام نے افراد کے فطری حقوق کی جو تاکید کی ہے اس کے نتیجے میں معاشرے میں تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ تعلیم وتربیت:

ہر سطح پر اور زندگی کے تمام مراحل میں تعلیم و تربیت انسانی زندگی کا لازمہ ہے اور ایک دوسرے کی پرائیویسی کا خیال رکھنے اور

دوسروں کی پرائیویسی میں خلل نہ ڈالنے کے سلسلے میں اس کا کردار بہت اہم اور موثر ہے۔

انفرادی اور اجتماعی امن و سیکورٹی کی فراہمی کے سلسلے میں تعلیم وتربیت کو ایک بنیادی اقدام جانا جاتا ہے اور اس سلسلے میں خاندان اہم اور بے مثال کردار ادا کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک تربیت یافتہ انسان انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کو خطرات سے دوچار کرنے والے نامعقول رویے اور عمل سے اجتناب کرتا ہے اور وہ فرد اور اجتماع کے اس بنیادی حق کو اہمیت دیتا ہے اور اسے احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۸۔ عدم تحفظ کے احساس کا خاتمہ:

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ سیکورٹی اور تحفظ کے احساس تحفظ کو عینی سیکورٹی یعنی معاشرے میں حقیقی معنوں میں قائم ہونے والی سیکورٹی کی بقاء کے سلسلے میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدامنی پیدا ہونے کا خوف اور عدم تحفظ کا احساس سیکورٹی اور امن میں خلل ڈالنے کا موجب بن سکتا ہے۔

عدم تحفظ کا احساس پیدا کرنے والے امور کی روک تھام کے لئےمعاشرے کے افراد کے اندر اس احساس کا پیدا ہونا ضروری ہے کہ حکومت معاشرے میں بدامنی پیدا کرنے والے عناصر کا مقابلہ کرنے کے بارے میں سنجیدہ ہے۔

ملک کی مقتدر طاقت اور عوام کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حکومت کا فیصلہ اور حمایت معاشرے کے افراد میں تحفظ کا احساس پیدا ہونے کا ایک اہم اور بنیادی ذریعہ ہے۔ حکومت کی جانب سے بدامنی پھیلانے والے عناصر سے بے اعتنائی برتا جانا معاشرے کے افراد کے درمیان توہم پیدا ہونے کا موجب بنتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ معاشرے میں سیکورٹی اور امن پایا جاتا ہو اور معاشرے میں بدامنی ہمہ گیر نہ ہوئی ہو۔

قرآن کریم کے نزدیک زمین میں حاکمیّت الٰہیہ کی برقراری اور نیک انسانوں کو خدا کا خلیفہ اور جانشین قرار دیئے جانے کا ایک

اصل مقصد انسانوں کے دلوں سے بدامنی کا خوف اور تشویش کو ختم کرنا ہے[1]۔

بنابریں اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی نفسیاتی سیکورٹی یا ان کے تحفظ کے احساس پر خصوصی توجہ دے۔

۹۔ بدامنی کے اسباب کا قلع قمع کرنا:

بلاشبہ انفرادی سیکورٹی کی حفاظت کا بہترین طریقہ بدامنی کے علل و اسباب کا قلع قمع کرنے سے عبارت ہے۔

شریعت اسلامیہ نے امن و امان کی حفاظت کے لئے بدامنی کے علل و اسباب کا قلع قمع کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اس نے قابل عمل اور ٹھوس حل پیش کئے ہیں مثال کے طور پر بدامنی کا ایک اہم سبب بھوک اور زندگی کی بنیادی ضروریات کا فقدان ہے۔ بنیادی ضروریات کا فقدان جرائم کے ارتکاب اور انفرادی اور اجتماعی امن و امان کو خطرے میں

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورہ نور۔ آیت ۵۵

ڈالنے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے غربت اور بھوک کو انسان کے سب سے بڑے انحراف (یعنی کفر) کا سبب قرار دیا ہے۔

یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تمام انسان اپنی وجودی اور روحانی صلاحیتوں کے لحاظ سے اس مقام پر فائز ہیں کہ وہ غربت اور مفلسی کے منفی اثرات کو برداشت کر سکتے ہیں بلکہ محرومی بعض انسانوں کو غلط اعمال کی انجام دہی اور ان کو صحیح راستے سے ہٹانے اور دوسرے لوگوں اور معاشرے کے لیے بدامنی کا سبب بن سکتی ہے۔ اگرچہ بعض افراد ایمان اور تقوی کی بدولت ہر طرح کے فقر اور مصیبت کو برداشت کرنے کی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں اور وہ کبھی بھی اللہ تعالی کے اوامر سے سرتابی نہیں کرتے ہیں۔

دین اسلام کی دوسروں کے معاشی مسائل حل کرنے کی تاکید کا فلسفہ اسی بنیاد پر استوار ہے۔ لوگوں کی معاشی حالت بہتر بنانے نیز محروموں، مظلوموں اور ضرورتمندوں کے حقوق کے دفاع کے ذریعے ان کے حقوق اور پرائیویسی پر حملے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

غربت کے علاوہ بدکاری اور فحشاء ، منشیات کی عادت کا عام ہونا اور دوسری اقتصادی مشکلات بھی انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں بدامنی پیدا ہونے کا اہم ذرائع شمار ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلے کے لئے شریعت اسلامیہ میں واضح احکام مقرر کئے گئے ہیں، اس طرح کے اعمال اور جرائم کے ارتکاب سے منع اور ان اعمال کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۔ حدود الٰہیہ کا نفاذ:

بدامنی کے علل و اسباب کا قلع قمع کرنے کے علاوہ قانون کی بالادستی اور ان افراد کو سزا دینا بھی، کہ جو دوسروں کی سیکورٹی اور امن کو سلب کرتے ہیں، انفرادی سیکورٹی کی برقراری اور اس کی حفاظت کا اہم ذریعہ ہے۔

اسلام نے حدود و تعزیرات کی صورت میں مجرمین کے لئے جو سزائیں مقرر کی ہیں وہ انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کی ضامن شمار ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں معاشرے کے افراد کی فکری اور اعتقادی سیکورٹی کے لئے ارتداد کے مقابلے پر توجہ دی گئی ہے اور

~~مرتد[۱۳۱] کے لئے خاص سزا معین کی گئی ہے جس کے ذریعے افراد کے~~ عقیدے اور ایمان میں تزلزل اور عدم استحکام پیدا ہونے کی روک تھام کردی گئی ہے:

﴿وَلاَ يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾[۱].

''اور یہ کفار برابر تم لوگوں سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے امکان میں ہو تو تم کو تمہارے دین سے پلٹا دیں۔ اور جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائے گا اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور وہ جہنّمی ہو گا اور وہیں ہمیشہ رہے گا۔''

بعض افراد اپنے شر پسندانہ اقدامات اور لوگوں کے مذہبی جذبات اور دینی مقدسات سے ناجائز فائدہ اٹھانے سمیت خاص

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔آیت ۲۱۷

منصوبوں کے ذریعے ان کے درمیان اختلافات پیدا کرنے اور انفرادی اور اجتماعی برائیوں کے پھیلاؤ کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے افراد کو شریعت اسلامیہ میں "محارب" کے طور پر جانا جاتا ہے[1]۔ اللہ تعالی نے سیاسی اور اجتماعی بدامنی کا قلع قمع کرنے اور معاشرے کے انفرادی اور اجتماعی تعلقات کے عدم استحکام اور تزلزل، کہ جو فرد اور معاشرے کے امن اور آسائش کے سدراہ ہوتا ہے، کی روک تھام کے مقصد سے محاربین کے لئے سخت سزائیں مقرر فرمائی ہیں:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِنْ خِلاَفٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾[2]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورہ توبہ۔ آیت ۱۰۷

[2]۔ قرآن کریم۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۳۳

''بس خدا و رسول سے جنگ کرنے والے اور زمین میں فساد کرنے والوں کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پیر مختلف سمت سے قطع کر دیئے جائیں یا انہیں ارضِ وطن سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔)

شریعت اسلامیہ میں معاشرے کے افراد کی مالی اور اقتصادی سیکورٹی کو یقینی بنانے کے مقصد سے چوری کی روک تھام اور چور کو سزا دینے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسلام میں چور کے لۓ معین کردہ سخت سزا سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ چوری کا عمل انفرادی اور اجتماعی بدامنی اور عدم تحفظ کا احساس پیدا کرنے میں بہت مؤثر ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے چوروں کی سزا ان الفاظ میں بیان کی ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[1]۔

''چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو کہ یہ ان کے لئے بدلہ اور خدا کی طرف سے ایک سزا ہے اور خدا صاحب عزّت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے۔ پھر ظلم کے بعد جو شخص توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لے گا کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

شریعت اسلامیہ کے احکام میں عزت و آبرو، انفرادی اور اجتماعی اخلاق کی سیکورٹی کے مقصد سے زنا اور لواط جیسے اخلاق کے منافی امور کا قلع قمع کئے جانے کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور فحشاء

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ مائدہ۔ آیات ۳۸،۳۹

کی ترویج کرنے والوں کے لئے اخلاقی سیکورٹی کو خطرے میں ڈالنے کی بناء پر سزاؤں کا تعین کیا گیا ہے[1]۔

نفس محرّمہ کے قتل کی حرمت، دوسروں اور اپنی جسمانی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی ممانعت افراد کی زندگی اور جانوں کی سلامتی کی ضامن ہے۔ اسلامی شریعت میں دوسروں کی جان کی سلامتی کو سلب کرنے والوں کے لئے قصاص کی سزا مقرر کی گئی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذلِكَ تَخْفِيفٌ مِن رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ. وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُوْلِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[2]۔

''ایمان والو! تمہارے اوپر مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت

---

[1] قرآن کریم۔ سورہ نور۔ آیات ۳،۲

[2] قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔ آیات ۱۷۸،۱۷۹

کے بدلے عورت۔ اب اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو نیکی کا اتباع کرے اور احسان کے ساتھ اس کے حق کو ادا کر دے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے حق میں تخفیف اور رحمت ہے لیکن اب جو شخص زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب بھی ہے۔ صاحبانِ عقل تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے کہ شاید تم اس طرح متقی بن جاؤ۔"

شریعت اسلامیہ میں بدن کے عضو کے قصاص میں بھی انسان کی جسمانی سالمیت کا مقصد مد نظر ہے[1]۔

دوسروں کے ذاتی امور میں تجسّس، ان کی غیبت، افراد پر تہمت اور الزام لگانے، ان کے بارے میں بدگمانی رکھنے اور ان کی طرف زنا کی نسبت دینے کا حرام قرار دینا اور ان ناجائز اقدامات کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے سزاؤں کا مقرر کرنا ایسی تدابیر ہیں جو اسلامی احکام میں لوگوں کی عزت وآبرو اور پرائیویسی کے تحفظ کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

---

[1]۔ قرآن کریم ــ سورہ بقرہ۔آیت ۱۹۴، سورہ مائدہ ــ آیت ۴۵

۱۴۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

اسلامی معاشرے کے افراد کی ایک ذمے داری اور حق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے کہ جو ایک اجتماعی نگرانی کے اصول کی حیثیت سے معاشرے میں نیکوکاری کے فروغ اور برائیوں کے خاتمے کا ضامن ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم اصول کی بدولت انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی یقینی ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم نے اس سماجی فرض کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَلِتَكُن مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلى الْخَيْرِوَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾[1]۔

"اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔"

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۰۴

بلا شبہ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگ نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے منع اور نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے تب تک وہ خیر و برکات سے ہمکنار ہوتے رہیں گے لیکن جب وہ ان امور کو ترک کر دیں گے تو برکات ان سے چھین لی جائیں گی، ان میں سے بعض افراد دوسروں پر مسلط ہو جائیں گے اور پھر زمین و آسمان میں ان کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ہوگا[۱]۔

اس طرح کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے تاکہ انسان انفرادی اور جسمانی سلامتی کے ساتھ اپنی زندگی گزارے اور اپنے انسانی حقوق سے بہرہ مند ہو سکیں۔

واضح سی بات ہے کہ اس اصول پر عملدرآمد شریعت اسلامیہ میں بیان شدہ حدود و شرائط کی پابندی کے ساتھ مشروط ہے۔ ان شرائط کی پابندی کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کسی

---

[۱]۔ مجموعہ ورّام صفحہ ۲۳۵

طور پر بھی معاشرے میں سیکورٹی اور امن کی برقراری نیز بدامنی کی روک تھام سے متعلق حکومتوں کے فرائض کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مدد و معاون ہیں۔

۱۲۔ عدالتی نظام کی تقویت:

انفرادی، اجتماعی حتی بین الاقوامی سطح پر سیکورٹی اور امن وامان کے قیام کا ایک اہم ذریعہ عدلیہ ہے۔ یہ ادارہ عدل کی برقراری اور انفرادی اور اجتماعی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والے افراد کے خلاف کارروائی کر کے سیکورٹی خاص طور پر نفسیاتی سلامتی اور احساس تحفظ کا راستہ ہموار کر سکتا ہے۔

ایک عادل، پر عزم، کارگر اور مفید عدلیہ کے ہوتے ہوئے معاشرے کے افراد تحفظ اور سیکورٹی کے بارے میں پرامید ہوتے ہیں اور معاشرے میں تحفظ کے احساس کا حکمفرما ہو جاتا ہے۔ عدل کے فقدان اور ظالموں کے ظلم و ستم کے خوف کی وجہ سے عدم تحفظ کا احساس جنم لیتا ہے اور اس ناپسندیدہ احساس کو ختم کرنے کے سلسلے میں عدلیہ کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ عدل

کی برقراری اور ظلم و ستم کی روک تھام کے سلسلے میں سنّت الٰہیہ کی جانب قرآن کریم میں ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ﴾[1]

''اور ہر امّت کے لئے ایک رسول ہے اور جب رسول آ جاتا ہے تو ان کے درمیان عادلانہ فیصلہ ہو جاتا ہے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں ہوتا ہے۔''

عدل کی تقویت سے متعلق اللہ تعالی کے حکم اور لوگوں کے اختلافات کے فیصلوں کے موقع پر اللہ تعالی کے احکامات کی پابندی کے جانے کو قرآن کریم میں درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾[2]۔

---

[1] ۔ قرآن کریم۔ سورۃ یونس۔ آیت ۴۷

[2] ۔ بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو اور جب کوئی فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ قرآن کریم۔ سورۃ نساء۔ آیت ۵۸

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی رحمت ہر اس قاضی کے شامل حال قرار دی ہے جو عدل کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل سے روگردانی کرنے والے قاضی کو "اسے اپنے حال پر چھوڑا ہوا" قرار دیا ہے[۱]۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے جج کو اللہ تعالی کی لعنت کا مستحق گردانا ہے[۲]۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ناانصافی معاشرے کو بدامنی اور زوال کی جانب دھکیلتی اور لوگوں کے درمیان بدگمانی پھیلنے کا سبب بنتی ہے۔ معاشرے میں تمام میدانوں اور شعبوں میں سیکورٹی اور امن کی برقراری اور معاشرے میں عدلیہ اور قاضیوں کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے قاضیوں اور ججوں کو اپنی امت کا بہترین افراد قرار دیا ہے[۳] اور اس کے ساتھ

---

[۱]۔ سنن بیھقی۔جلد ۱۰ صفحہ ۸۸
[۲]۔ المستطرف جلد ا صفحہ ۱۳۷
[۳]۔ صحیح بخاری۔جلد ۳ صفحہ ۱۵۳

ساتھ آپ ﷺ قاضی کا عہدہ سنبھالنے کو چھری کے بغیر ذبح کیے جانے سے تعبیر کیا ہے۔[1]

اسلام کے نزدیک عدلیہ کا پر عزم ہونا ایک لازمی ضرورت ہے اور اس کا نتیجہ فرد اور معاشرے کی نفسیاتی سلامتی اور تحفظ کا احساس پیدا ہونے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت خدائی احکام کو کسوٹی اور معیار قرار دیں اور افراد کی خواہشات کی پیروی اور ان کی دھمکیوں اور دباؤ کی پرواہ نہ کریں[2]۔

حضرت علی علیہ السلام نے بھی مالک اشتر کو مخاطب قرار دیتے ہوئے جو حکومتی منشور جاری کیا اس میں آپ نے معاشرے میں فیصلے کرنے کی اہمیت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے قاضی کو سب سے زیادہ فضائل کے حامل، صابر ترین، محتاط ترین، پر عزم،

---

[1] سنن بیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۹۶، کنزالعمال۔ جلد ۶ صفحہ ۹۵

[2]۔ قرآن کریم۔ سورہ مائدہ آیت ۴۸

دوسروں کا اثر و رسوخ قبول نہ کرنے والے اور سب سے زیادہ متقی افراد میں سے منتخب کرنے کی تاکید فرمائی[1]۔

۱۳۔ ذرائع ابلاغ اور اشاعت و نشریات کی نگرانی:

الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا نیز انٹرنیٹ اور اس پر موجود سائٹوں جیسے ذرائع ابلاغ اخبار کی منتقلی میں ناقابل انکار کردار کے حامل ہیں۔ یہ ذرائع ابلاغ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مثبت اثرات بھی مرتب کر سکتے ہیں اور منفی اثرات بھی۔ یہ ذرائع ابلاغ معاشرے کے افراد کے امن و سکون اور سیکورٹی کی تقویت کا سبب بھی بن سکتے ہیں اور انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی پر منفی اثرات بھی مرتب کر سکتے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عدم تحفظ اور بدامنی پیدا ہونے اور افراد کے ذہنی انتشار اور اس کا چین و سکون چھینے جانے کا باعث بھی ہو سکتے ہیں مثلاً خبر رسانی اور لوگوں تک معلومات پہنچانے کے بہانے افراد کی نجی زندگی میں جھانکنا اور ان

---

[1]۔ نہج البلاغہ مکتوب ۵۳

کی ذاتی زندگی سے متعلق امور کو منظر عام پر لانا افراد کی خلوت گاہ کی سیکورٹی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔

دین اسلام نے ہر ایسے عمل اور اقدام کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے ارتکاب سے منع فرمایا ہے جو دوسروں کی اجازت کے بغیر ان کی پرائیویسی اور خلوت گاہ میں داخل ہونے پر منتج ہوتا ہے۔ اسلام میں دوسروں کی ذاتی زندگی میں تاک جھانک اور تجسّس اور ان کے نجی امور کو فاش کرنے کو مذموم قرار دیا گیا ہے[1]۔ استراق سمع (چوری چھپے دوسروں کی باتیں سننا)، استراق بصر (چوری چھپے دیکھنا) اور افراد کی ہتک عزت کرنا بھی افراد کی پرائیویسی پر حملے کے مصادیق شمار ہوتے ہیں اور شریعت اسلامیہ نے ان تمام کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے انسانوں کی عزت و آبرو کو ان کی زندگی اور حیات کے لئے بہت ہی اہم قرار دیا ہے۔

واضح سی بات ہے کہ انسانوں کی پرائیویسی پر حملہ بدامنی پیدا ہونے کا اہم ترین سبب شمار ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ اور سوشل

[1]۔ قرآن کریم ـ سورہ حجرات ـ آیت ۱۲

میڈیا میں ہونے والی حیرت انگیز ترقی و پیشرفت اور جدید ترین مواصلاتی ذرائع افراد کی پرائیویسی پر حملے کا موثر ترین وسیلہ ہیں۔

فری فلو آف انفارمیشن کے بہانے دوسروں کی نجی زندگی کے خفیہ اور پوشیدہ امور منظر عام پر لائے جانے سے بھی انفرادی سیکورٹی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ سوشل میڈیا اور سیٹیلائٹ کے ذریعے افواہوں کے پھیلائے جانے اور نادرست اور غلط باتوں کے لمحہ بہ لمحہ منتقل کیے جانے سے بھی معاشرے میں بدامنی کا احساس پیدا ہوتا اور یہ چیز دشمنیوں اور بدگمانیوں کا سبب بنتی ہے جس سے مزید بدامنی جنم لیتی ہے۔

البتہ ذرائع ابلاغ معاشرے کی نفسیاتی سلامتی کی تقویت کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں اس لیے شریعت اسلامیہ میں بیان شدہ معیارات کے مطابق اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کی نگرانی انفرادی سیکورٹی کی تقویت کا اہم ذریعہ شمار ہوتی ہے۔

۱۴۔ جہاد:

اسلام میں جہاد تمام مسلمانوں کا فرض ہے تاکہ بوقت ضرورت اور شرائط موجود ہونے کی صورت میں اسلامی معاشرے کے تمام افراد اپنے اس دینی فرض پر عمل کریں۔

قرآن کریم میں جہاد کو ہمیشہ "فی سبیل اللہ" کی شرط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ فرض اللہ تعالی کی جانب سے مقرر کئے ہوئے راستے اور خدائی مقصد کے لئے انجام دیا جانا چاہئے۔

اس بات پر توجہ رہنی چاہئے کہ اسلام میں "جہاد" جنگ اور دفاع کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حصول رزق اور خاندان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش سے لے کر داخلی شورش پسندوں اور غیر ملکی دشمنوں سے جنگ اور دفاع تک سب کچھ جہاد کے دائرے میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک جہاد اکبر اور دوسری جہاد اصغر۔ جہاد اصغر اسلامی

نظام کے دفاع اور داخلی اور خارجی دشمنوں اور شورش پسندوں کے مقابلے سے عبارت ہے جب کہ جہاد اکبر کا تعلق انسانی خواہشات کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ہے جو کہ تزکیۂ نفس کا سبب بنتا ہے۔ جہاد اکبر انسان کو معاشرے میں بدامنی پیدا کرنے والے غلط اقدامات کے ارتکاب سے باز رکھتا ہے[1]۔

اسلامی معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلانے والوں کے خلاف جہاد کرنے کے مقاصد درج ذیل ہیں:

الف۔ انفرادی اور اجتماعی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والے فتنہ و فساد کا قلع قمع کرنا:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلاَ عُدْوَانَ إِلاَّ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾[2]۔

---

[1]۔ کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۴۳۰

[2]۔ قرآن کریم۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۱۹۳

(اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک سارا فتنہ ختم نہ ہو جائے اور دین صرف اللہ کا نہ رہ جائے پھر اگر وہ لوگ باز آ جائیں تو ظالمین کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے۔)

ب ـ ملک اور اس کی سیکورٹی کا دفاع اور غیر ملکی خطرات کے مقابلے میں مسلمانوں کو تحفظ کی فراہمی:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَااستَطَعْتُم مِن قُوَّةٍ وَمِن رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ...﴾[۱]

"اور تم سب ان کے مقابلہ کے لئے امکانی قوت اور گھوڑوں کی صف بندی کا انتظام کرو جس سے اللہ کے دشمن، اپنے دشمن اور ان کے علاوہ جن کو تم نہیں جانتے ہو اور اللہ جانتا ہے سب کو خوفزدہ کر دو۔"

ج ـ معاشرے کے مظلوموں کا دفاع اور ایسے ظالموں کا مقابلہ کرنا جنھوں نے انسانوں کے فطری حقوق کو پامال کیا اور جو انسانوں کے ذہنی انتشار اور جسمانی عدم تحفظ کا موجب بنے ہیں:

۱۔ قرآن کریم۔ سورۃ انفال۔ آیت ۶۰

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾[1]۔

''اور آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں ، عورتوں اور بچوں کے لئے جہاد نہیں کرتے ہو جنہیں کمزور بنا کر رکھا گیا ہے اور جو برابر دعا کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس قریہ سے نجات دے دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے کوئی سرپرست اور اپنی طرف سے مددگار قرار دے دے۔''

د- بدامنی کی جڑکے طور پر شرک و بت پرستی کے تسلط کا قلع قمع کرنا اور کفار کے ان سرداروں کو نابود کرنا جو لوگوں کو فکری طور پر کمزور اور ان کی نفسیاتی اور جسمانی لحاظ سے عدم تحفظ کا شکار کردیتے ہیں:

---

[1]۔ قرآن کریم- نساء-آیت ۷۵

﴿وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ﴾[1]۔

''اور اگر یہ عہد کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سربراہوں سے کھل کر جہاد کرو کہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے شاید یہ اسی طرح اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔''

واضح سی بات ہے کہ فتنوں کی روک تھام، غیر ملکی دشمنوں، ظالموں، مشرکین اور کفار کے مقابلے کا نتیجہ انفرادی سیکورٹی کے تمام علل و اسباب کے خاتمے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے جو بجائے خود اجتماعی سیکورٹی اور انفرادی، سماجی حتیٰ بین الاقوامی سطح پر امن کی برقراری کا موجب بنتا ہے۔

اسلام کی عظیم تعلیمات میں امن و سلامتی کو جہاد اور صبر کرنے والوں کے لئے جزا اور پاداش قرار دیا گیا ہے جس سے اس

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ توبہ۔ آیت ۱۲

بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسلام نے امن اور سیکورٹی کو کس قدر زیادہ اہمیت دی ہے۔

انفرادی سیکورٹی اور اجتماعی سیکورٹی کے حدود

انسان کے حقوق اور آزادیوں کی اہمیت کا باہمی موازنہ کرتے ہوئے ہر انسان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیکورٹی سے ہمکنار ہونے کا حق مقدم ہے یا آزادی سے ہمکنار ہونے کا حق؟

انفرادی سیکورٹی اور اجتماعی سیکورٹی کے موازنے کے دوران یہ سوال بھی ذہن میں آتا ہے کہ ان دونوں میں سے کس کو ترجیح حاصل ہے؟ اور ان دونوں کے درمیان تصادم اور ٹکراؤ پیدا ہونے کی صورت میں ان میں سے کس کو ترجیح دی جانی چاہیے؟

اس طرح کے سوالات کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے انفرادی سیکورٹی اور اجتماعی سیکورٹی کی حد فاصل کو پہچانا جائے اور ان کے ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کی حد کو معین کیا جائے اسی صورت میں ترجیحات واضح ہو سکتی ہیں اور ان کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ انفرادی سیکورٹی اور اجتماعی سیکورٹی کی حد فاصل کے سلسلے میں درج ذیل نکات اہمیت کے حامل ہیں:

ا۔ انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی سیکورٹی سمیت سیکورٹی کی مختلف اقسام اپنے دائرہ کار اور وسعت سے قطع نظر ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ان کا ایک دوسرے سے الگ کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو ایک دوسرے کا جزو لاینفک سمجھا جا سکتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے اپنے خاص حدود اور نفوذ کا دائرہ ہے۔

اسلام نے سیکورٹی اور امن و امان کی بحث میں انفرادی اور اجتماعی سیکورٹیز کے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہونے کی تاکید کی ہے مثلا شریعت اسلامیہ نے انسانوں کی جان کی سیکورٹی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اسے انسان کے انفرادی حقوق سے بالا تر قرار دیا ہے اور ایک انسان کی زندگی اس سے چھیننے کو تمام انسانوں کے قتل کے مترادف گردانا ہے:

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾[1]۔

---

[1]۔ قرآن کریم۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۳۲

''اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے گا اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا۔''

۲۔ سیکورٹی کی تمام قسموں میں سے انفرادی سیکورٹی کو خاص اہمیت اور مقام حاصل ہے۔ اجتماعی اور بین الاقوامی سیکورٹی پر اس کے اثرات کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے جس کی وجہ سے سیکورٹی کی اس قسم پر توجہ ضروری ہو جاتی ہے۔

انفرادی سیکورٹی کو دوسرے ہر میدان میں انسان کی سیکورٹی کی بنیاد سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ سیکورٹی کا نقطۂ آغاز انفرادی سیکورٹی ہی ہے۔ انفرادی سیکورٹی کو مد نظر رکھ کر ہی نفسیات، سوشیالوجی، سیاست، فرد اور معاشرے کے تعلقات، حکومت اور فرد کے اشتراک عمل کی بحث ممکن ہوتی ہے۔

یورپین سسٹمز نے بظاہر حکومتوں کو انسانی حقوق کی پابندی کرنے کی جو تاکید کی ہے اس کے لئے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ

معاشرے کے افراد کی شہری آزادیوں اور حقوق کی پابندی اور ان کا خیال رکھا جانا ہر ملک کی قومی سلامتی کا موجب ہوتا ہے اور عالمی برادری کے رکن ہر معاشرے کی سیکورٹی پائیدار عالمی امن کا سبب ہوتی ہے۔ اس لئے پائیدار عالمی امن کے لئے لوگوں کی انفرادی سیکورٹی کا یقینی بنایا جانا ضروری ہے۔ یورپی حکومتیں اپنے اس استدلال کو اپنے مخالفین پر دباؤ ڈالنے کے لئے ایک حربے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ وہ جب بھی ضروری سمجھتی ہیں دوسری حکومتوں کے مقابلے اور اپنے سیاسی اور اقتصادی مقاصد کے حصول کے لئے اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ لیکن شریعت اسلامیہ یورپ والوں کی جانب سے انفرادی سیکورٹی کا مسئلہ اٹھائے اور اس کی ترویج کئے جانے سے صدیوں قبل سیکورٹی اور سلامتی سے متعلق مباحث میں اس کی تاکید کر چکی ہے۔

انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی تمام میدانوں میں سیکورٹی ایک نسبی امر ہے اور مطلق سیکورٹی کی فراہمی کی توقع بے جا اور غیر معقول ہونے کے علاوہ قابل عمل بھی نہیں ہے۔

شریعت اسلامیہ کی بنیاد پر استوار ایک اسلامی نظام میں انفرادی سیکورٹی کو اس وقت تک اہم سمجھا جاتا اور اس کی حمایت کی جاتی ہے جب تک وہ دوسروں کے حقوق اور ان کی سیکورٹی اور سلامتی میں خلل ڈالنے کا موجب نہ ہو مثلا لوگوں کے اظہار رائے کے حق اور اپنے افکار و نظریات بیان کرنے کے حق کو اس وقت تک محترم سمجھا جاتا ہے جب تک یہ حق نیک نیتی کے ساتھ استعمال کیا جائے اور دوسروں کے فکری اور اعتقادی انحراف یا معاشرے میں اخلاقی برائیوں کا موجب نہ بنے۔

ایسی صورت میں کسی بھی معاشرے میں عقیدے اور دین کی آزادی جیسے محدود نہ کئے جانے والے انسانی حقوق کے سوا مطلق اور غیر مشروط سیکورٹی کی فراہمی کی توقع حقیقت سے میل نہیں کھاتی ہے اور یہ ایک بے جا توقع ہوگی۔

اسلامی حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ ہر ایک فرد کی سیکورٹی اور تحفظ کو یقینی بنائے لیکن اگر بعض افراد اپنے حقوق اور آزادیوں سے غلط فائدہ اٹھا کر دوسروں اور معاشرے کے لئے خطرات پیدا

کریں تو اس صورت میں معاشرے کی سیکورٹی کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور انفرادی سیکورٹی اور تحفظ کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ایسا کرنے سے انفرادی سیکورٹی کی اہمیت اور اجتماعی حتی بین الاقوامی سیکورٹی کی فراہمی کے سلسلے میں اس کے مرکزی کردار میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے بلکہ ترجیحات اور حقائق کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

انفرادی سیکورٹی کی فراہمی کے سلسلے میں حکومت کے فرائض

معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی امن کا قیام اور اس کی حفاظت حکومتوں کے فرائض میں شامل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انفرادی، اجتماعی حتی بین الاقوامی سیکورٹی کی فراہمی ہی معاشرے اور حکومت کی تشکیل کا اصل مقصد شمار ہوتا ہے۔ بنابریں فطری بات ہے کہ ہر حکومت کی اولین ترجیح تمام میدانوں میں بدامنی کے خاتمے اور امن کے قیام سے عبارت ہے۔

قرآن کریم میں زمین پر اللہ تعالی کی حاکمیت اور نیک انسانوں کو اس کے جانشین بنائے جانے کا مقصد امن کے قیام کو ہی جانا گیا ہے[۱]۔

انفرادی سیکورٹی کی فراہمی حکومت کی ایک ترجیح نیز فرائض کی انجام دہی اور حکومت کی تشکیل کے اہداف کے حصول میں اس کی کامیابی پرکھنے کی کسوٹی سمجھی جاتی ہے۔ واضح سی بات ہے کہ جب کوئی حکومت انفرادی سیکورٹی کی فراہمی میں کامیابی حاصل کر لیتی ہے تو وہ معاشرے میں امن عامہ کے قیام میں بھی کامیاب رہتی ہے لیکن اگر کوئی حکومت معاشرے کے افراد کو امن اور سیکورٹی فراہم نہ کر سکے تو وہ اجتماعی امن کے قیام پر بھی قادر نہیں ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انفرادی سیکورٹی اجتماعی سیکورٹی کی بنیاد شمار ہوتی ہے۔

دوسری جانب داخلی استحکام، اجتماعی نظم و نسق کی برقراری اور خارجی خود مختاری نیز اقتصادی، فوجی، سیاسی اور دوسرے

---

[۱] قرآن کریم — سورہ نور — آیہ ۵۵

میدانوں میں اغیار کے تسلط کی روک تھام کے سلسلے میں حکومتی طاقت کے استعمال کا انحصار انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی اور امن و امان کی برقراری پر ہے۔ سیکورٹی اور امن و امان کے فقدان کی صورت میں حکومت کے لیے اپنے فرائض کی انجام دہی ممکن ہی نہیں ہوگی۔

اسلامی حقوق کے مطابق حکومت معاشرے کے افراد کی ایک حقیقی ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ سیکورٹی اور امن انسانوں کی تمام ضروریات اور مطالبات میں سرفہرست ہے۔

قرآن کریم نے ایک قوم کے لیے بدامنی پیدا کرنے والی یاجوج وماجوج کی قوم کے مقابلے سے متعلق حضرت ذوالقرنین کے اقدامات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا۔ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ

يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا﴾[۱]۔

''اس کے بعد انہوں نے پھر ایک ذریعہ کو استعمال کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ گئے تو ان کے قریب ایک قوم کو پایا جو کوئی بات نہیں سمجھتی تھی۔ ان لوگوں نے کسی طرح کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کے لئے اخراجات فراہم کر دیں اور آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ قرار دے دیں۔''

جب ذوالقرنین نے اس قوم کی حفاظت اور سیکورٹی کے لئے ایک مضبوط دیوار بنا دی تو یاجوج و ماجوج کی قوم کی جارحیت کا امکان ختم ہو گیا اور اس دوسری قوم کو سیکورٹی فراہم ہو گئی[۲]۔

اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ حکومت بجائے خود ایک مقتدر طاقت ہونے کے ناتے انسانوں کی انفرادی سیکورٹی کے

---

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۃ کہف۔ آیات ۹۴، ۹۳، ۹۲
[۲]۔ قرآن کریم۔ سورہ کہف۔ آیہ ۹۶

لیے خطرہ بن سکتی ہے۔ دوسری جانب اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی انفرادی سیکورٹی پر دوسروں کے حملے کی روک تھام اور اپنے شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔

افراد بھی اجتماعی قوانین اور سوشل سسٹمز کی پابندی کے ذریعے دوسروں اور معاشرے کے امن کی حفاظت اور سیکورٹی کا باعث بن سکتے ہیں یا وہ قانون کی خلاف ورزی اور دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر بدامنی کے ذریعے کے طور پر دوسرے افراد اور معاشرے سے امن وسکون چھین سکتے ہیں۔

جدید لیگل سسٹمز میں قانون سازی اور افراد کے حقوق اور آزادیوں کے حدود کے تعین کو امن کے قیام اور سیکورٹی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور شہری قوانین پر ٹھیک طرح سے عمل کرنے، اپنے حقوق اور آزادیوں کے دائرے میں رہنے اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے کے ذریعے انفرادی سلامتی کا دفاع کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اجتماعی سیکورٹی اور سلامتی کا دفاع بھی ہوجاتا ہے جب کہ قوانین کی خلاف ورزی اور معاشرے یا

دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کی پامالی کی صورت میں ان کو فوجداری قوانین کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے نتیجے میں فوجداری سزائیں ان کی منتظر ہوتی ہیں۔

دوسری جانب حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ ملت کی منتخب ہونے کے ناتے اغیار کی جارحیتوں اور خطرات کا مقابلہ کرنے، اپنے شہریوں کے سول اور سیاسی حقوق کے استعمال کے لے حالات سازگار بنائیں اور لوگوں کی سیاسی اور اجتماعی تقدیر کے فیصلے میں ان کی شرکت کو ممکن بنا کر ان کو انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی فراہم کریں اور بدامنی کے تمام دروازوں کو بند کردیں۔

معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی سیکورٹی کی فراہمی حکومت کی طاقت کی علامت شمار ہوتی ہے۔

قرآن کریم نے سرزمین مصر کی جانب حضرت یعقوب علیہ السلام کی ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس سرزمین کو امن کی سرزمین قرار دیا ہے:

﴿فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ﴾[۱]۔

''اس کے بعد جب وہ لوگ سب یوسف کے یہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے ماں باپ کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کہا کہ آپ لوگ مصر میں انشاء اللہ بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ داخل ہوں۔''

[۱]۔ قرآن کریم۔ سورۂ یوسف۔ آیت ۹۹

منابع وماخذ

۱. قرآن کریم

۲. نہج البلاغہ، محمد عبدہ

۳. آزادی ھای عمومی و حقوق بشر، منوچہر طباطبائی مؤتمنی، انتشارات دانشگاہ تہران، سنہ ۱۳۷۰ ہجری شمسی

۴. آثار الصادقین، صادق احسان بخش، ستاد بر گزاری نماز جمعہ گیلان، سنہ ۱۳۷۲ ہجری شمسی

۵. احیاء علوم الدین – محمد غزالی، دار المعرفۃ پریس بیروت

٦. المستطرف، شہاب الدین محمد بن احمد، سنہ ۱۳۷۱ ہجری قمری

۷. بحار الانوار، علامہ محمد باقر مجلسی، ناشر موسسۃ الوفاء بیروت، سنہ ۱۴۰۳ ہجری قمری

۸. تحف العقول، ابن شعبہ حرانی، انتشارات علمیہ اسلامیہ، تہران

۹. حقوق بشر در سہ نظام حقوقی: حقوق بین الملل، حقوق اسلام و حقوق ایران، ڈاکٹر عباس خواجہ پیری، ناشر دانشگاہ آزاد اسلامی مرکز، سنہ ۱۳۸۱ ہجری شمسی، تہران
۱۰. دانشنامہ سیاسی ، داریوش آشوری، ناشر مروارید، سنہ ۱۳۵۷ تہران
۱۱. سفینۃ البحار، محدّث قمی، سنائی لائبریری، تہران
۱۲. سنن بیہقی، ناشر دارالمعرفۃ بیروت
۱۳. صحیح بخاری، بخاری ناشر احیاء التراث العربیہ، بیروت
۱۴. صحیح مسلم، مسلم، ناشر احیاء التراث العربیہ بیروت
۱۵. کنزالعمّال، علامہ ہندی، سنہ ۱۴۰۵ ہجری قمری بیروت
۱۶. مجمع البیان – شیخ طوسی، مکتبۂ علمیہ اسلامیہ – تہران
۱۷. مجموعہ ورّام، ورّام بن الجافراس، سنہ ۱۳۷۵ ہجری قمری قم
۱۸. محجۃالبیضاء، ملّا حسین فیض کاشانی، ناشر جامعہ مدرسین قم
۱۹. نہج الفصاحہ